

صفدر نے بائیں پیر کی ایڑی پر گھوم کر پیچھے آئے والے کے گال پر تڑا سے ایک تھپڑ رسید کیا اور فٹ پاٹھ کی بھیڑ کائی کی طرح پھٹ گئی۔ جس کے گال پر تھپڑ پڑا تھا یہ ایک خوش پوش اور صحت مند نوجوان تھا.....وہ ششد رہ گیا۔ صفر حلق پھاڑ پھاڑ کر چین رہا تھا، تم کمینے ہو... پچھلے سال تم نے میری مرغی کے بچے چرا لئے تھے اور آج بکری کے بچے کی ٹانگ توڑ دی..... سور کے بچے نہیں تو.....

آس پاس کھڑے ہوئے لوگوں کو غصہ آگیا تھا اور ان میں سے کئی بیک وقت صدر پر ٹوٹ پڑے۔ جس شریف آدمی کے گال پر تھپڑ پڑا تھا اس نے شائند اسی میں عافیت سمجھی تھی کہ چپ چاپ ویاں سے کھسک ہی جائے..... خواہ مخواہ بھرم مجمع میں اس کی توبین ہوئی تھی۔

صفدر پر چاروں طرف سے ہاتھ ہی ہاتھ پڑ رہے تھے اور اپنے دونوں ہاتھوں کی بدولت کم سے کم مار کھاتا ہوا چینخ رہا تھا۔ تم سب چور ہو.... مرغی چور.... بکری چور....

پاگل ہے.... ارٹ.... پاگل ہے.... چھوڑو۔ ہٹو .. کسی نے کہا۔

لیکن فوری طور پر اسے نہیں چھوڑا گیا... ایک آدھ پاٹھ پڑتے ہی رہے... پھر اس کے گرد ایک حلقة سا بن گیا... لوگ وہیں کھڑے رہے اور صدر اس طرح اچھلتا کوڈتا رہا جیسے کسی نادیدہ دشمن پر لاٹھیاں پرسا رہا ہو۔

اس کے گرد بھیڑ بڑھتی چلی گئی اور فٹ پاٹھ کا وہ ٹکڑا جہاں صدر اپنے پاگل پن کا مظاہرہ کر رہا تھا راہ گیروں سے بھر گیا۔ تب دو تین کانسٹیبل لمبے لمبے قدم اٹھائے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔

مجمع ہٹانے میں انہیں کافی دشواریاں پیش آئیں لیکن بھر حال وہ فٹ پاٹھ کے اس نکڑے کو خالی کرانے میں کامیاب ہو ہی گئے اب وہاں صدر کے علاوہ اور کوئی نہیں رہ گیا تھا، لیکن وہ اب بھی اُسی طرح اچھل کوڈ رہتا تھا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے ہوش ہی نہ ہو۔

بدقت تمام کانسٹیبلوں نے اسے قابو میں کیا۔

تم کون ہو؟ ایک نے اس کا گریبان پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے پوچھا میں انارکلی کا بھتیجا ہوں..... اور پھر تم کون ہوئے ہو پوچھنے والے ۔ جاؤ، اپنا راستہ لو... ورنہ مار مار کر بھس بھروں گا۔

تم مار پیٹ کر رہے تھے... ایک دیڑا۔

۔ تمہیں تو نہیں مارا پیٹا .. کھسکو یہاں سے ورنہ... ۔

لے چلو سالے کو... خطرناک معلوم ہوتا ہے، دوسرے نے کہا۔

ہٹ جاؤ... بھاگ جاؤ، صدر ان کی طرف جھپٹا اور پھر وہ چاروں طرف سے اس پر پل پڑھ... تھوڑی بھی دیر بعد صدر نیچے تھا اور دو کانسٹیبل اسے دبوچے ہوئے تھے۔

قریب کے کچھ دوکان داروں کی مدد سے وہ اس کے ہاتھ پیر باندھنے میں کامیاب ہو گئے اور پھر شائد تھانے سے ٹرک طلب کرنے کے لئے اس میں سے ایک فون کرنے چلا گیا۔

جولیا فنر والر نے فون پر ایکس ٹوکے نمبر ڈائیل کئے! دوسری طرف سے توقع کے مطابق جواب ملنے میں دیر نہیں لگی، ایکس ٹوکی بھرائی ہوئی آواز آئی۔

یہ... .

جولیانا سر، .

کیا خبر ہے.. .

صفدر پاگل خانے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا ہے.. .

کڈ..! اسے جو کام بھی سونپا جاتا ہے بحسن و خوبی انجام پاتا ہے.. .

مگر جناب! یہ قصہ کیا ہے.. .

جواب ملنے کے بجائے سلسہ منقطع ہونے کی آواز آئی اور جولیا بڑا سا منہ بنا کر رہ گئی۔

وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی۔ پھر تنویر کے نمبر ڈائیل کئے۔
آہا... زہے نصیب... دوسری طرف سے آواز آئی۔ تو یہ تم ہو۔ کانوں پر یقین نہیں آ رہا۔ .

جس چیز پر یقین نہ ہوا اسے پاس رکھنا ہی فضول ہے۔ اس لئے اپنے کان اکھڑوا دو۔
جولیا نے بھی خوش مزاجی ہی ظاہر کی۔

کیا.... مجھے کہیں دھکے کھلوانے کا خیال ہے؟ تنویر نے ہنس کر پوچھا۔

نہیں... بس یونہی خیال آیا کہ کئی دن سے تمہاری خیریت نہیں معلوم ہوئی.. .

اور حقیقت ہے کہ خیریت نہیں ہی نہیں۔ تنویر نے کہا۔ ادھر آج کل وہ مجھے براہ راست احکامات دے رہا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کا دماغ چل گیا ہے ۔

آہا....کیا تم ایکس ٹو کے متعلق کچھ کہہ رہے ہو؟ ۔

ہاں.... اُسی کے متعلق ... کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ اس نے عجیب و غریب حرکتیں شروع کر دی ہیں ۔

میں نہیں جانتی ۔ جولیا نے اپنی آواز میں تحریر پیدا کرنے کی کوشش کی۔

کل اگر میں نے تھوڑی عقل نہ صرف کی ہوتی تو میری بذیوں کا بھی پتہ نہ چلتا ۔

کیوں؟ ۔

تیمور اسٹریٹ میں ایک شراب خانہ ہے۔ ایورگرین! وہاں مجھے اس لئے بھیجا تھا کہ میں اس کے ماک کے سر پر ایک زور دار چپت رسید کر کے بھاگ آؤں ۔

نہیں... ۔

یقین کرو... .

پھر تم نے کیا کیا؟ .

پہلے تو میں نے انکار کر دیا تھا، مگر پھر مجبوراً

کیوں؟ تم تو ایکس ٹوکو اپنے جوتے کی نوک کے برابر بھی نہیں سمجھتے۔

مگر بے عزتی سے تو ڈرتا ہوں۔ میں نے پہلے انکار ہی کر دیا تھا، لیکن اُس نے دھمکی دی کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو میرے سر پر سر بازار چیتیں پڑا کریں گی۔ .

جولیا بے ساختہ ہنس پڑی۔

اچھا... اچھا... ہنس لو.. تنویر غالباً چڑ کر بولا تھا، جس دن تم بھی اس کے پاگل پن کا شکار ہوئیں اسی طرح مزاج پوچھوں گا۔ .

خیر تم بتاؤ کہ تم نے پھر کیا کیا تھا؟ .

سب سے پہلے میں نے حالات کا جائزہ لیا، فی الحال اُس کھوپڑی ہی کو حالات سمجھ لو جس پر چپت پڑنے والی تھی۔ وہ کھوپڑی انڈھے کی طرح چکنی اور سفاف تھی، مگر میں

نے اسے مناسب نہ سمجھا کہ وہاں شراب خانے ہی میں اس کی کھوپڑی پر چبت آزمائی کروں۔ ایسی صورت میں میری چٹنی بن جاتی.....بھاگتے راستہ نہ ملتا، لہذا میں نے سوچا کہ کسی طرح موٹے اور پستہ قد آدمی کو شراب خانے سے باہر نکلا جائے ۔

یعنی صرف چبت ضروری تھی، جولیا نے پوچھا، یہ شرط نہیں تھی کہ چبت شراب خانے کے اندر ہی پڑھے۔

نہیں... ایکس تو نے وضاحت نہیں کی تھی۔

اچھا پھر کیا ہوا؟

میں نے اسے ایک چھوٹے بچے کے ہاتھ ایک خط بھجوایا، جس میں لکھا تھا کہ براہ کرم مجھ سے چوتھی گلی کے موز پرنورا مل لیجئے۔ میں آپ کے فائدے کی ایک بات بتاؤں گی..... میں نے سوچا خط کسی عورت کی طرف سے ہونا چاہئے تاکہ وہ دوڑ آئے۔ یہی ہوا بھی.. وہ خط دیکھتے ہی روانہ ہو گیا تھا اور لڑکے نے اپنی راہ لی تھی، جیسے ہی وہ تیمور استریٹ کی تیسرا گلی کے سرے پر پہنچا اس کی کھوپڑی بلبلہ کر رہ گئی۔ مجھے بھی بس مزہ ہی آگیا تھا، شاید پہلی بار میں نے اتنی فراخ دلی سے کسی کی کھوپڑی پر اپنا ہاتھ آزمایا تھا.... اور پھر کیا اب یہ بھی بتاؤں کہ اس کے بعد میں کس طرح سر پر پیر رکھ کر بھاگا... کاش میں اس کا حلیہ دیکھنے کے لئے وہاں رک سکتا۔

اس کے بعد کیا ہوا؟

ایکس ٹونے خود ہی فون کرکے میری اس محنت کی داد دی۔

تم غپ تو نہیں ہانک رہے؟ جولیا نے پوچھا۔

غپ ہانکنے کی ضرورت ہی کیا..... ۔

پتہ نہیں کیا معاملہ ہے! میں خود بھی حیرت میں ہوں۔ جولیا نے کہا۔

کیوں؟ کیا تم بھی کسی چکر میں پڑ چکی ہو؟ ۔

نہیں، میں تو ابھی محفوظ ہوں۔ مگر صدر پاگل خانے میں پہنچ چکا ہے ۔ ۔

کیا مطلب؟ ۔

اس نے صدر میں ایک آدمی کو چانٹا مار دیا تھا۔ پھر اپنے کپڑم پھاڑ ڈالے اور پاگلوں کی سی حرکتیں کرتا رہا۔ آخر کار اس کا حشر یہ ہوا کہ اس وقت پاگل خانے میں ہے ۔ ۔

اوہ... کیا سچ مج ایکس ٹو پاگل ہو گیا ہے؟ ۔

نہیں ! وہ پاکل نہیں ہو سکتا۔ البتہ ہم سب ضرور ہو جائیں گے ۔

آخر مقصد کیا ہے ؟

اگر ہمت ہو تو اسی سے پوچھ لو۔ جولیا نے کہا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ شائد وہ تمہیں بھی پاکل خانے ہی بھجوانا چاہتا تھا۔

خدا جانے ۔

اچھا۔۔ جولیا نے ایک طویل سانس لی اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ وہ اس سلسلے پر سنجدگی سے فور کربی تھی۔

کیا ایک ٹو سچ مج اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے ؟ یہ ناممکن بھی نہیں تھا۔ جولیا نے سوچا کہ وہ ایک الگ تھلگ رہنے والا آدمی ہے اور پھر اسے ذہنی محنت بھی بہت زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ تفریحات کا دلدادہ بھی نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے اس کا دماغ الٹ جانا حیرت انگیز بھی نہیں ہو سکتا۔

وہ تھوڑی دیر تک اس مسئلے پر سوچتی رہی پھر یک بیک اسے عمران یاد آگیا، لہذا وہ دوسرے ہی لمحے فون پر اس کے نمبر ڈائیل کر رہی تھی۔

سلسلہ مل گیا لیکن دوسری طرف سے کھانسیوں کی آوازیں آرہی تھیں۔

ہیلو... جولیا نے کھانسنے والے کو مخاطب کیا۔

بکری کا گوشت چار آئے سیر.. دوسری طرف سے آواز آئی۔

جولیا نے عمران کی آواز پہچان لی۔ لیکن اس کی حرکت پر اسے بڑا غصہ آیا۔
کیا بات ہے... تم بہت خوش معلوم ہو رہے ہو۔ جولیا نے جلے کٹے لمبے میں کھا اور دوسری طرف سے پھر آواز آئی۔ بکری کا گوشت چار آئے سیر... ۔

تم گدھے ہو... جولیا جھلا گئی۔ بکواس بند کرو۔ تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔

‘

تم باتیں بھی کرتی رہو اور میں گوشت بھی بیچتا رہوں! ورنہ میری مٹی پلید ہو جائے گی۔ ۔

کیوں؟ کیا مطلب؟ ۔

مطلوب! اسی چوبے ایکس ٹو سے پوچھو۔

یعنی... .

اس نے کہا ہے کہ اگر میں گوشت بیچنے سے ذرا بھی غافل ہوا تو مجھے بیج سڑک پر
مرغا بننا دھ کا۔ .

تم سچ کہہ رہے ہو یا میرا مضحکہ اڑائے کا ارادہ ہے؟ .

اگر میرے گوشت بیچنے میں تمہیں اپنا مضحکہ نظر آرہا ہے تو تم نہ خریدنا مجھ
سے..... بکری کا گوشت چار آنے سیر... .

صرف ایک منٹ کے لئے سنجیدہ ہو جاؤ۔ .

بیج سڑک پر مرغا بننے سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ عمران کی آواز کچھ
خوفزدہ سی تھی۔

کیا یہ حقیقت ہے؟ .

ہاں...سو فیصدی حقیقت..

کیا اس کا دماغ خراب ہوگیا ہے ..

میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ عمران نے کہا اور پھر ہانک لگائی۔ بکری کا گوشت چار آنے سیر۔۔ میں نے اس سے پوچھا تھا کہ سیکرٹ سروس والوں نے یہ دھندا کیوں شروع کر دیا ہے لیکن اسکا کوئی جواب نہیں ملا۔ میں سڑکوں پر بھی اس طرح چیختا پھرتا ہوں اور لوگ مجھے پاکل سمجھتے ہیں۔

کیا تمہیں علم ہے کہ صدر پاکل خانے پہنچ گیا؟

ہاں میں جانتا ہوں.. میرٹ سامنے ہی کی بات ہے۔ اسے صدر میں پکڑا گیا تھا اور میں وہاں سے گوشت بیچتا ہوا سیدھا بندر روڈ کی طرف بھاگا تھا۔ میرٹ پیچھے درجنوں بچے تالیاں بجا رہے تھے۔۔

آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے؟

خدا کا غصب نازل ہو رہا ہے ابھی اور کیا ہو گا۔۔

لیکن اس نے ابھی تک مجھے کوئی ایسا کام نہیں سونپا۔۔

تم سے سڑک پر جھاڑو دلوائے گا۔ ہو کس خیال میں.....

میں استغفاری دعے دون گی... سمجھ میں نہیں آتا.... کیا کروں ..

بس میرا مشورہ ہے کہ ابھی سے بطن کی بولی بولنا شروع کردو۔ شائد یہی کام اسے
پسند آجائے اور وہ تمہیں سڑک پر جھاڑو دینے کا حکم نہ دے ..

عمران سنجدگی سے کچھ سوچو۔ اگر واقعی اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے تو ہم کسی سے
فریاد بھی نہ کرسکیں گے۔ کیونکہ ہمیں یہی نہیں معلوم کہ وہ خود کس کا ماتحت ہے ..

ایکس ون کا ..

یہ کیا بلا ہے؟ ..

پامیرنات میں ایک وادی ہے۔ اس کا بادشاہ! جو نچلے دھڑ سے بلی اور اوپری حصے سے
گلfram معلوم ہوتا ہے... کبھی میاؤں میاؤں ہوتا ہے اور کبھی یہ شعر پڑھتا ہے۔

ترم وعدم پر جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا

کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا ..

عمران..... ۔

یس مائی ڈیئر فٹنر والر.....! بکری کا گوشت.... ۔

خاموش رہو۔ ۔

اگر یہ لکار ایکس ٹونے سن لی تو فائدے میں نہ رہوگی۔ ۔

میں کہتی ہوں، سنجیدگی سے اس مسئلے پر غور کرو۔ ۔

میں تو صرف اس پر غور کرتا رہتا ہوں کہ بکری کا گوشت بہت سستا بیج رہا ہوں کہیں
کسی دن بکری کے میک اپ میں کتنا نہ ذبح کرنا پڑے۔ ۔

تو میں یہ سمجھ لوں کہ اب تم بھی خود کو اس کے سامنے بے بس محسوس کرنے لگے
ہو۔ ۔

کیا.. کیا جائے مجبوری بے۔ میں اس کے علاوہ کر ہی کیا سکتا ہوں۔ کیونکہ وہ اندھیرے
کا تیر ہے۔ پتہ نہیں کب اور کہاں آلے۔ ۔

اچھا تو یہی معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ اس کا مقصد کیا ہے ۔ ۔

ضرورت کیا ہے ۔ اسکا معاوضہ بھی اچھا خاصا ہی ملے گا، تم اگر معقول معاوضے پر مجھ سے مکھیوں کا استاک کرانا چاہو تو میں اس پر بھی تیار ہو جاؤں گا کیونکہ آج کل میرا بنک بیلننس کم ہورتا ہے ۔ ۔

جہنم میں جاؤ ۔ ۔ ۔ جولیا نے جھلا کر سلسلہ منقطع کر دیا۔ اس کی الجهن اور زیادہ بڑھ گئی۔

عمران نے بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے دوسری طرف سے فوراً جواب ملا۔

تمہیں میری طرف سے کیا حکم ملا تھا؟ ۔

حکم... نہیں تو... کچھ بھی نہیں... جناب! آپ کس حکم کے متعلق کہہ رہے ہیں؟ ۔

اچھا مجھ سے وہیں ملو جہاں ہم ملا کرتے ہیں... ۔

بہت بہتر جناب۔ ۔

عمران سلسلہ منقطع کر کے لباس تبدیل کرنے لگا، اس نے بلیک زیرو کو اسی فون سے رنگ کیا تھا جس کے نمبر ٹیلی فون ڈائیکٹری میں موجود تھے۔

باہر آکر اسے اس علاقے تک پیدل جانا پڑا جہاں کرائے کے گیرا جا تھے۔ انہیں میں ایک
میں عمران کی کار بھی رہتی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ ٹپ ٹاپ کلب کی طرف جا رہا تھا۔ وہاں پہنچ کر اسے زیادہ انتظار نہیں
کرنا پڑا، بلیک زیرو نے بھی وہاں پہنچنے میں جلدی ہی کی تھی۔

وہ ڈائیننگ ہال میں ایک میز کے گرد بیٹھ گئے۔

میں آپ کی اس کال کا مطلب نہیں سمجھا تھا۔

کیا تمہیں علم ہے کہ صدر پاگل خانے پہنچ گیا ہے؟

میں نہیں جانتا.... کب؟ بلیک زیرو کے لمبے میں حیرت تھی۔

آج شام کا واقعہ ہے اور کیا تمہیں علم ہے کہ تنویر نے ایک شریف آدمی کے سر پر چپت
رسید کی تھی۔ اور وہاں سے بھاگ نکلا تھا۔

میں اس کے متعلق بھی کچھ نہیں جانتا۔

اچھا.. ادھر پچھلے ایک ہفتے کے اندر تمہیں میری طرف سے تو کوئی ایسا پیغام نہیں
ملا جس پر تمہیں حیرت ہوئی؟ ۔

جی نہیں قطعی نہیں.. ۔

عمران نے ایک طویل سانس لی اور پھر بولا۔ کوئی ایکس ٹو اور اس کے ساتھیوں کو بے
نقاب کرنے کی کوشش کر رہا ہے.. ۔

یہ کیسے معلوم ہوا؟ ۔

ان دونوں کو ایکس ٹو کی طرف سے ایسے پیغامات موصول ہوئے تھے.. ۔

یقین کیجئے.. میں نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی۔ بلیک زیرو بوکھلا گیا۔

مجھے تم پر اعتبار ہے۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ یہ ممکن ہے کہ کسی نے ایکس ٹو کا
پرائیویٹ فون ٹیپ کر کے اس کے چند ساتھیوں کے متعلق معلومات فراہم کر لی ہوں اور
اس کی آواز کی نقل اتنا نے کی مشق کر ڈالی ہو.. مگر یہ حرکتیں صاف ظاہر کرتی ہیں
کہ وہ ایکس ٹو یا اس کے ساتھیوں کا صورت آشنا نہیں ہے۔ اس نے فون ہی پر صدر کو
پاگل پن کا سوانگ رچانے کی ہدایت دی اور جگہ بتا دی جہاں اسے ہنگامہ برپا کرنا تھا۔
پھر از خود بھی وہیں پہنچ کر ہنگامہ برپا کرنے والے کو پہچان لیا کہ یہ صدر ہے۔ اسی

طرح تنویر کو بھی گھر سے نکل کر اس جگہ لے گیا جہاں اسے ایک آدمی کے سر پر چلت
رسید کرنی تھی..... چلو تنویر بھی نظر میں آگیا... جولیا بھی اس کی نظر عنایت
ہو گئی ہے لیکن اس سے ابھی تک اس قسم کا کوئی کام نہیں لیا گیا۔

مگر سنئے تو سہی۔ بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ جو شخص بھی یہ حرکت
کر رہا ہے یہ بھی سمجھتا ہوگا کہ آپ اس سے آکاہ ہو جائیں گے۔

کھلی ہوئی بات ہے۔ عمران نے سر ہلا کر جواب دیا۔

پھر میرا خیال ہے کہ اس سے حماقت ہی سرزد ہوئی ہے۔

ممکن ہے... عمران نے کہا اور کچھ سوچنے لگا۔

کیا بقیہ لوگ محفوظ ہیں؟ بلیک زیرو نے کہا۔

ابھی تک کی رپورٹ کے مطابق! ان تینوں کے علاوہ اور کسی کو اس قسم کے پیغامات
نہیں ملے۔ خیر بہر حال اب میں نے پرائیویٹ فون کا استعمال ترک کر دیا ہے۔ غالباً اسی
نمبر پر کہیں اور بھی کالیں ریسیو کی جاری ہیں۔ ایسا ممکن ہے..... اب میں تمہیں
عمران کے نمبروں سے پیغامات دیا کروں گا اور تم ایکن تو کی حیثیت سے انہیں
دوسروں تک پہنچایا کرنا۔

بہت بہتر، اب ایسا ہی ہوگا جناب۔

میں جولیا اور تنویر کے علاوہ سبھوں کو مطلع کرچکا ہوں کہ اب وہ ایکس ٹوکے پرائیویٹ نمبروں پر رنگ کرنا ترک کر دیں۔ انہیں میں نے تمہارے نمبر دیئے ہیں اس لئے بہت زیادہ محتاط رہو۔۔۔ بس فی الحال مجھے اتنا ہی کہنا تھا۔

عمران اٹھ گیا۔

پھر کچھ دیر بعد اس کی کار جولیانا فٹنر واٹر کے مکان کے سامنے رکی۔ وہ اتر کر براہمی میں آیا اور کال بل کا بٹن دبا کر انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد اندر سے قدموں کی آواز آئی۔

کون ہے؟ جولیا نے دروازہ کھولنے سے قبل پوچھا۔

بکری کا گوشت.... عمران نے جواب دیا۔

دروازہ کھل گیا اور جولیا دونوں گھونسے اٹھا کر اس کی راہ میں حائل ہو گئی۔

جاو۔۔۔ بھاگ جاؤ۔۔۔ اس نے کہا۔

کیا تم بھی صدر کے پاس پہنچنا چاہتی ہو؟ ۔

سوچتے سوچتے میرا ذہن تھک گیا ہے اس لئے اب میں صرف سونا چاہتی ہوں ۔ ۔ ۔

میں تمہارے لئے خواب اور گولیاں لایا ہوں... بکری کا گوشت... ۔

دفع ہو جاؤ... خدا کے لئے بور نہ کرو ۔

میں تمہیں ایک دلچسپ کہانی سناؤں گا، پیچھے ہٹو ورنہ پھر تم ساری رات نہ سو سکوگی.. بیوقوف کے عقل کہاں ہوتی ہے کہ وہ سوچے گا کہ رات آرم کے لئے بنائی گئی ہے ۔ ۔ ۔

جولیا پیچھے ہٹ گئی اور عمران نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔ جولیا بُرُبُراتی ہوئی واپسی کے لئے مڑ گئی تھی، عمران اس کے پیچھے چلتا ہوا نشست کے کمرہ میں پہنچا۔

ہاں بور کرو.. جولیا جھٹکے کے ساتھ کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

یہ کمرہ بہت سلیقے سے سجا گیا ہے، عمران چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا، مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس سے پہلے بھی کہیں ایسا ہی ایک کمرہ دیکھ چکا ہوں ۔ ۔ ۔

خدا کے لئے جو کچھ کہنا ہے جلدی کہہ ڈالو۔ مجھے نیند آ رہی ہے ۔ ۔

تم سو جاؤ... میں کہتا رہوں گا۔

جولیا اسے غصیلی نظرؤں سے گھورتی رہی۔ عمران نے بڑھ اطمینان سے چیونگم کا پیکٹ نکلا اور اسے پھاڑنے لگا۔

ارٹھ تم خاموش ہو گئے ۔۔ جولیا جھلا کر بولی۔ میں سچ کہتی ہوں پاکگوں کی طرح چیخنا شروع کر دوں گی۔ ۔

پرواہ مت کرو۔ اس طرح صدر کی تنہائی بھی رفع ہو جائے گی ایسے کیا تمہیں بھی پاگل ہو جانے کا حکم ملا ہے؟ بکری کا گوشت چار۔ ۔

خاموش رہو.... جولیا برا سا منہ بنا کر بولی۔ ایکس ٹو یقیناً پاگل ہو گیا ہے۔ ۔

کتنی بار یہی جملہ دہراؤگی.... کیا تمہیں بھی....

ہاں.... مجھے بھی.. لیکن میں اب اس کے متعلق نہیں سوچ رہی... مجھے نیند آرہی
ہے ۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر تم نے سنجدگی سے میرٹ سوالات کا جواب نہ دیا تو ہمیشہ
ہمیشہ کے لئے سو جاؤ گی ۔

کیا مطلب؟ ۔

حالات ایسے ہی ہیں.. ایکس ٹوکے فرشتوں کو بھی علم نہیں بیسے کہ صدر اور تنور پر
کیا گذری ۔

صف صاف بتاؤ ۔

ایکس ٹونے اس قسم کے احکامات نہیں جاری کئے تھے ۔

پھر تم بکری کا گوشت کیوں بیچتے پھر رہے ہو۔ جولیا نے جلے کئے لمبے میں کہا۔

میرٹ نصیبوں میں یہی ہے۔ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ لیکن میں تمہیں ایک
بہت بڑھ خطرہ سے آگاہ کر رہا ہوں... ایکس ٹو تو بیچارا کئی دنوں سے بیمار ہے۔ اس
نے پچھلے ہفتے سے اب تک میرٹ علاوه اور کسی سے گفتگو نہیں کی۔

پھر..؟ جولیا یک بیک اچہل پڑی۔

کوئی اس کا پرائیویٹ فون ٹیپ کرتا رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس نے ایکس ٹوبنے کی بھی کوشش کی ہے۔ عمران نے کہا اور اس سلسلے میں وہ سارے نکتے بہان کردئیے جن پر بلیک زیرہ سے بھی گفتگو کرچکا تھا۔

مگر اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟ جولیا نے حیرت سے کہا۔

فی الحال ہمیں مقصد کے چکر میں نہ پڑنا چاہئے۔ اب تم بتاؤ اس نے تم سے کیا کہا
ہے۔

ابھی تک تو وہ مجھ سے محض صدر کے متعلق رپورٹیں لیتا رہا ہے۔ مگر شائنڈ دو گھنٹے پہلے کی بات ہے کہ اس نے ایک کام مجھے بھی سونپا تھا۔ لیکن میں اس کی نوعیت کے متعلق چکرا رہی تھی۔

کیا کام تھا...؟

بس اتنا کہ کل دس سے گیارہ بجے تک میونسپل ٹاور کے نیچے کھڑی رہوں... میرے ہاتھوں میں تازہ گلابوں کا ایک گلدستہ ہونا چاہئے۔

اوہ... عمران نے ایک طویل سانس لی۔

کیون کیا نتیجہ اخذ کیا تم نے؟ جولیا نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

ابھی میں کوئی نتیجہ نہیں اخذ کر سکا لیکن تمہیں ایک مشورہ ضرور دوں گا۔

کیا؟

تم جانتی ہو۔ روشنی کہاں رہتی ہے؟

ہاں جانتی ہوں۔

تمہیں کچھ دن روشنی کے فلیٹ میں قیام کرنا پڑھ گا اور روشنی تمہاری جگہ لے گی۔

یعنی وہ یہاں آکر رہے گی؟ جولیا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

یقیناً... اس کے بغیر کام نہیں چلے گا۔

آخر کیوں؟ ۔

کیا میں نے ابھی نہیں کہا کہ اس طرح وہ نامعلوم آدمی ایکس ٹوکے مانحتوں سے
روشناس ہونا چاہتا ہے۔ ۔

پھر... روشنی سے بھی کام نہیں چلے گا، کیونکہ وہ تم سے تعلق رکھتی ہے۔ ۔

میں کہتا ہوں مجھ سے بحث نہ کرو۔ ۔

میں ایکس ٹوکی اجازت حاصل کئے بغیر ایسا نہیں کرسکتی۔ ۔

اُسے تکلیف نہ دو وہ بیمار ہے۔ ۔

کچھ بھی ہو۔ زبان ہلانے سے مر نہیں جائے گا۔ ۔

اچھی بات ہے چلو وہاں اُس کمرے میں جہاں فون ہے۔ ۔

میں خود ہی جا کر معلوم کئے لیتی ہوں۔ ۔

کیا وہ اتنا احمق ہے کہ ٹیپ کئے جائے والے نمبروں پر اپنے کسی ماتحت سے گفتگو کرے گا؟ ۔

پھر... ۔

اس نے مجھے دوسرے نمبر نوت کرایئے ہیں۔ لیکن اس کی خواہش ہے کہ وہ مجھ تک محدود رہیں۔ میں نمبر ڈائیل کروں گا تم گفتگو کر لینا۔ ۔

چلو... جولیا انھتی ہوئی بولی۔ فون اس کی خواب کاہ میں تھا۔

عمران نے یہاں آکر اس طرح بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے کہ جولیا انہیں نوت نہ کرسکی۔ پھر اس نے ماوٹھ پیس میں کھا۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ جولیانا میری تجویز سے اتفاق نہیں رکھتی۔ ۔

پھر وہ کچھ سنتا رہا اور اس کے بعد ریسیور جولیا کی طرف بڑھادیا۔ وہ کچھ مضمضہ سی نظر آئے لگی تھی۔

یہ اٹ از جولیانا سر.. جولیا نے ماوٹھ پیس میں کھا اور عمران کی تجویز دہرا کر دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز سننے لگی، کئی بار اس کے چہرے پر زردی سی نظر آئی تھی۔

آخر کار اس نے سلسلہ منقطع کر کے ٹھنڈی سانس لی۔

کیوں؟ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم پر اتنا اعتماد کیوں کرتا ہے؟ ۔

کیونکہ میری طرف سے بے اعتمادی اب تک بہتوں کو لے ڈوبی ہے ۔ ۔ ۔

وہ کہتا ہے کہ میں بے چون و چرا تمہارے مشوروں پر عمل کروں ۔ ۔ ۔

تم بتاؤ کہ تم نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ ۔

کچھ نہیں، میں وہی کروں گی جو ایکس ٹو کمی گا۔ ۔

بس تو تم ابھی اور اسی وقت روشنی کے فلیٹ میں پہنچ جاؤ۔ میں اسے فون پر سب کچھ سمجھا دوں گا۔ ۔

اگر میری کالیں بھی ٹیپ کی جاتی ہوں تو.. جولیا نے کہا۔

نہیں میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہو رہا۔

مگر کس بناء پر خیال ہے؟

اس بناء پر کہ تم اس دوران میں کئی بار مجھ سے فون پر گفتگو کرچکی ہو۔ لہذا اگر یہی بات ہوتی تو مجھے بھی ایسی ہی کسی اوت پلانگ حرکت پر مجبور کیا جاتا۔

پھر... یہ بکرے کا گوشت... .

تمہاری تسکین کے لئے میں بجو کا گوشت بھی اسی ریٹ سے فروخت کر سکتا ہوں۔۔۔ بس اب تم جاؤ تمہیں دیر نہ کرنی چاہئے۔ بقیہ میں دیکھ لوں گا۔

دوسرے دن عمران میونسپل ٹاور کے سامنے ریستوران میں بیٹھا کسی خاص واقع کا منتظر تھا۔ یہاں سے اسے روشنی صاف نظر آرہی تھی کیونکہ میونسپل ٹاور سے ریستوران کا فاصلہ زیادہ نہ تھا۔

روشنی کے داہنے ہاتھ میں تازہ گلابوں کا گلدستہ تھا، اوپر ٹاور کی گھڑی پونے گیارہ بج رہی تھی، عمران کی نظریں روشنی بی کی طرف تھیں۔

پندرہ منٹ بھی گذر کئے... ٹاور نے گیارہ کے گھنٹے بجائے اور روشنی وہاں سے چل پڑی۔ وہ پیدل ہی چل رہی تھی، عمران ریستوران سے نکل آیا..... وہ روشنی سے تقریباً تین سو گز کے فاصلے پر چل رہا تھا لیکن یہ کہنا آسان نہیں تھا کہ وہ اس کا تعاقب ہی

کر رہا تھا، عمران نے روشنی کو پہلے ہی سے سمجھا دیا تھا کہ میونسپل ٹاور سے روانگی کے بعد وہ گیوں اور کوچوں میں گھستی ہوئی جولیا کے گھر کی طرف واپس آئے۔

عمران کی اسکیم کے مطابق جولیا روشنی کے فلیٹ میں چلی گئی تھی اور روشنی جولیا کے گھر چلی آئی تھی اور اس وقت ایک کامیاب اداکارہ کی طرح اپنا رول ادا کر رہی تھی۔ وہ اس انداز میں سڑی بسی گلیوں میں داخل ہو رہی تھی جیسے جلد سے جلد گھر پہنچنے کے لئے مختصر راستہ اختیار کر رہی ہو۔ اور یہ ایک پستہ قد اور مضبوط جسم کا آدمی تھا، عمر تیس اور چالیس کے درمیان رہی ہو گئی۔۔۔

لباس کے استعمال کے معاملے میں باسلیقہ معلوم ہوتا تھا، چلنے کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ دکھاوے اور ترک و احتشام کا بھی عادی ہے۔

کچھ دیر بعد روشنی جولیا کے گھر میں داخل ہو گئی اور وہ آدمی اگے بڑھتا چلا گیا۔

اگے چوراہے پر عمران نے اسے رکتے دیکھا، عمران بھی ایک بُک اسٹال کے شوکیس پر جھک پڑا اور اس وقت چونکا جب ایک ٹیکسی اس آدمی کے قریب رکی۔

یہ ایک بوکھلا دینے والی سچویشن تھی، اگر وہ نکل جاتا تو عمران کی ساری محنت بر باد جاتی، اس نے بھی بڑی تیزی سے اس طرف قدم بڑھا دیئے۔ ٹیکسی حرکت میں اگئی تھی، لیکن عمران بھی اس سے پیچھے نہیں رہا، اسے بھی فوراً ہی دوسری ٹیکسی مل گئی اور تعاقب کا سلسلہ منقطع نہ ہوسکا۔

کچھ دیر بعد اگئی ٹیکسی عالمگیر پارک کے پہاڑ پر رک گئی۔ یہ شہر کے بڑے پارکوں میں سے تھا اور یہاں میونسپل چڑیا گھر بھی تھا۔

پستہ قد اجنبی ٹیکسی سے اتر کر پارک میں داخل ہو گیا۔ عمران نے بھی تھوڑہ ہی فاصلے پر ٹیکسی چھوڑ دی اور پیدل ہی چلتا ہوا خود بھی پارک میں داخل ہوا.....
پستہ قد آدمی ابھی تک اس کی نظروں میں بھی تھا، وہ ایک خالی بنج پر بیٹھ گیا۔ انداز سے یہی معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے کسی کا انتظار ہو۔ ویسے اس نے جیب سے ایک اخبار نکال کر اسے پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ عمران بھی اس کے قریب ہی ایک بنج پر جا بیٹھا اور اس بنج پر صرف ایک ہی آدمی کے لئے جگہ تھی کیونکہ پہلے ہی سے اس پر چار آدمی موجود تھے۔

تقریباً آدھا گھنٹہ گزر گیا اور وہ آدمی اسی طرح بیٹھا اخبار دیکھتا رہا۔ عمران کو الجھن ہونے لگی۔ اسے توقع تھی کہ وہ جولیانا کا گھر دیکھ لینے کے بعد اپنے ٹھکانے ہی پر واپس جائے گا۔

ایک گھنٹہ گذر جانے پر اسے ایک خوبصورت سی یوریشین لڑکی نظر آئی جو اس آدمی کی بنج کی طرف بڑھ رہی تھی۔ جیسے ہی وہ قریب آئی وہ اخبار ایک طرف ڈال کر کھڑا ہو گیا۔ کھڑے ہونے کا انداز رسمی نہیں معلوم ہو رہا تھا بلکہ شائد وہ احتراماً ہی اٹھا تھا۔ لڑکی بھی اس بنج پر بیٹھ گئی اور دونوں اتنی دھیمی آواز میں گفتگو کرنے لگے کہ عمران ان سے زیادہ دور نہ ہوتے ہوئے بھی کچھ نہ سن سکا۔ لیکن وہ لڑکی کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے اندازہ کر رہا تھا کہ وہ اس گفتگو میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہی ہے۔

کچھ دیر بعد اس آدمی نے جیب سے اپنی نوٹ بک نکالی اور اس کا ایک ورق پھاڑ کر لڑکی کی طرف بڑھادیا۔

عمران بھی الجھن میں پڑگیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر دونوں کے راستے الگ الگ ہوئے تو وہ ان میں سے کس کو ترجیح دے گا۔ ویسے باں النظر میں تو یہی معلوم ہوا تھا جیسے آدمی نے لڑکی کو اب تک کی روپورٹ دی ہو۔ لیکن یہ اندازہ کی غلطی بھی ہو سکتی تھی۔ یہ بھی ممکن تھا کہ دونوں میں اس مسئلے پر گفتگو ہی نہ ہوئی ہو جس سے عمران کو دلچسپی تھی۔ مگر اس نے نوٹ بک سے ایک ورق پھاڑ کر اسے کیوں دیا تھا... لڑکی نے کاغذ کا وہ ٹکڑا تمہے کرکے اپنے وینٹی بیگ میں ڈال لیا۔

اس نکتے پر تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد عمران نے فیصلہ کیا کہ اگر ان دونوں کی واہیں الگ الگ ہوئیں تو وہ لڑکی کا تعاقب کرے گا۔

کچھ دیر بعد مرد اٹھ کیا لیکن لڑکی وہیں بیٹھے بیٹھے تنگ آگیا تھا اس نے سوچا ہی تھا کہ اب کچھ شروع کرنا چاہیے کہ لڑکی خود ہی اٹھ گئی! وہ بندروں کے کٹھروں کی طرف جاربی تھی۔ عمران بھی انہا لیکن اس نے وہاں تک پہنچنے کے لئے دوسری راہ اختیار کی اور اسی کٹھرے پر پہنچ گیا جہاں لڑکی موجود تھی وہ بندروں کے لئے موونگ پھلیاں پھینک رہی تھی۔ وہاں کئی اور لوگ تھے۔

عمران لڑکی کے قریب ہی تھا اور اس وقت اس کے چھرے پر حماتت ہی حماتت طاری تھی۔ اس کے انہماں سے یہ معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ وہاں خود کو تنہا سمجھ رہا ہو۔

بندرا چھل کوڈ رہے تھے... دفعتاً ایک بندر نے عمران کی طرف دیکھ کر دانت نکالے اور عمران نے بھی جھلائے ہوئے انداز میں اُسے منہ چڑھا دیا۔۔۔ پھر اس طرح بڑبڑائے لگا۔ جیسے بندر کا دانت نکالنا اسے بے حد گران گذرا ہو۔ بڑبڑائے وقت ایک بار دانت پیس کر اُس نے بندر کو گھونسہ بھی دکھایا تھا۔

نہ صرف لڑکی بلکہ دوسرا لوگ بھی عمران کی طرف متوجہ ہو گئے۔ لیکن عمران بظاہر ان سے بے خبر اسی انداز میں بڑبڑاتا اور آنکھیں چمکارتا رہا۔

لیکن اُس وقت بُری طرح چونکا جب اس کے قریب ہی قہقہے بلند ہوئے۔ اب اُس نے بدواسی اور جھینپٹانے کی ایکٹنگ شروع کر دی۔ اس سلسلے میں اس کا سر دو ایک بار کٹھڑ سے بھی ٹکرا گیا۔

یک بیک لڑکی اس کے قریب آئی اور آہستہ سے بولی۔ چلو جلدی یہاں سے ورنہ لوگ تمہیں چھیریں گے۔

عمران بدواسی کا مظاہرہ کرتا ہوا دوسری طرف مڑ گیا۔ اُس کی رفتار دوڑنے کی حد تک تیز تھی۔ لڑکی بھی اس کے پیچھے ہی چلتی رہی۔

پھر عمران پارک کے ایک ویران حصے میں پہنچ کر رکا۔ وہ ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگائے کھڑا ہانپ رہا تھا اور لڑکی اس کے سامنے کھڑی ہنس رہی تھی۔

یہ کیا۔۔۔ ہم۔۔۔ مصیبت۔۔۔ عمران نے غصیلی آواز میں کہا اور پھر ہانپنے لگا۔

بندروں پر غصہ آئے کا یہی انجام ہو سکتا ہے۔ لڑکی نے کہا، وہ کوئی کھلنڈری ہی معلوم ہوئی تھی، عمران کے چہرے پر پھر زلزلے کے آثار نظر آئے اور اس کی انکھیں سرخ ہو گئیں۔

اس الوکے پڑھے نے مجھ پر دانت کیوں نکالے تھے۔ اس نے غصیلی آواز میں کہا۔ بڑی آئین بندروں کی طرف دار بن کر... میری جاگیر میں ہوتا تو سسرم کی ٹانگیں چروا دیتا.... ہاں...!

اور پھر وہ اس طرح ناک سے شوں کرنے لگا جیسے غصے ہی کی وجہ سے نزلے کی تحریک شروع ہو گئی ہو۔

لڑکی ہنستی رہی..... اور عمران کا غصہ تیز ہوتا رہا۔ آخر لڑکی و بین گھاس پر بیٹھ گئی اور عمران برا سا منہ بنائے ہوئے کھڑا رہا۔ حمact اور غصے کے ملے جلے آثار اب بھی چھڑ پر موجود تھے۔

کیا تم یتیم ہو...؟ یک بیک لڑکی نے پوچھا۔

تم خود یتیم! تمہاری سات پشتیں....یتیم... اے....میں تمہاری زبان کھینچ لوں گا...
مجھے لاوارث سمجھتی ہو.... ابھی میرے دادا بھی زندہ ہیں..

صورت سے تو یتیم ہی معلوم ہوتے ہو۔

عمران کسی نکچڑھی لڑکی کی طرح بڑبڑا تا ہوا ایک طرف مڑ گیا۔

ارٹ... ٹھہرو... سنو... تمہارے فائدے کی بات ہے۔

عمران رک گیا لیکن اس کی طرف نہیں مڑا۔

کیا ہے...؟ اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

تم بہت اچھے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ میں اس شہر میں اجنبی ہوں۔ چند دنوں کے لئے آئی ہوں۔ اگر ہم دونوں دوست ہو جائیں تو کیا حرج ہے۔

بہت حرج ہے۔

کیا حرج ہے۔

تم مجھے بات بات پر غصہ دلاوگی اور میرا دل چاہے گا کہ اپنے پیٹ میں خنجر گھونپ لون۔ اب یہ بتاؤ یہ بندر کیا تمہارے رشتہ دار لگتے ہیں۔ دوڑائیں ان کی حمایت میں..... دانت دکھاتے ہیں سالے مجھے..... جیسے میں الو کا پٹھا ہوں۔

نائیں... نائیں... تم بہت پیارے ہو... چلو غصہ تھوک دو.... وہ بندر میرے رشتہ دار نہیں ہیں اور نہ ان کی حمایت میں دوڑی آئی تھی۔ بس دل چاہا کہ تم سے گفتگو کروں۔

تم سے ملوں... دوستی کروں... میں اس شہر میں اجنبی ہوں... آف... کہیں بیٹھ کر
باتیں کریں۔ تم مجھے اپنے متعلق بتاؤ۔ میں تمہیں اپنے بارے میں بتاؤں گی۔

عمران وہیں بھد سے بیٹھ گیا۔ لڑکی پھر ہنس پڑی کیونکہ وہ کسی وزنی تھیں کی طرح
زمین پر ٹپک پڑا تھا۔

اس کی ہنسی پر عمران نے پھر بُرا سا منہ بنایا۔

یہاں نہیں..... پارک ریستوران میں بیٹھیں گے... چلو... وہ جلدی سے بولی۔ اور
عمران اس کی ہنسی پر کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

وہ ریستوران میں آئے۔ عمران بددستور بگڑھ ہوئے مود کا مظاہرہ کرتا رہا،
کیا پیوگے... لڑکی نے عمران سے پوچھا۔

میں صرف ان بندروں کا خون پینا چاہتا ہوں، یعنی اب چڑیا گھر کے بندر بھی میرے
ساتھ اسی طرح پیش آئیں گے جیسے عام جنگلی بندر پیش آتے ہیں۔

یہ آخر بندروں کا کیا قصور ہے... ۔

اِس یہ حرام زادے بچپن ہی سے مجھے چڑاتے آئے ہیں۔ تمہیں دیکھیں کے تو کچھ نہیں.. جہاں مجھے دیکھا دانت نکال دئے... ہمیشہ یہی ہوتا ہے.. آخر کیوں؟ میں نے ان کا کیا بگارا ہے.. میں نے کبھی کسی بندر کو بُشت بھی نہیں کہا..

آخر بتاؤ بھی تو کچھ..

ہائیں تو کیا میں کتوں کی طرح بھونک رہا ہوں۔ بتا نہیں رہا اتنی دیر سے.... اِس یہ مجھے کہیں اور کسی حال میں نہ چھوڑیں گے۔ آج میں یہی سوچ کر یہاں آیا تھا کہ دیکھوں چڑیا کھر کے بندر تو مجھے فضول نہیں سمجھتے..

لیکن ان کی طرف سے بھی ماہیوس ہوئی..! لڑکی نے سنجدگی سے پوچھا،

یقیناً ہوئی... عمران میز پر ہاتھ مار کر بولا۔ اور اب میں نے تمہی کر لیا ہے ہر بندر کو اپنا دشمن سمجھوں گا خواہ وہ دنیا کے کسی گوشے میں ہو..

تمہارا نام کیا ہے؟

تفضل... کنور تفضل سمجھتی ہو نا.. یعنی کہ پرنس ..

پرنس... لڑکی نے حیرت سے دھرا یا،

ہاں... ہاں... پرنس... میری ریاست بہت بڑی ہے... اور ہم لوگ مرغی والے نواب کھلاتے ہیں۔

مرغی والے کیوں؟

ہمارے محل میں پانچ ہزار مرغیاں ہیں۔ مرغیاں پالنا ہماری خاندانی ہبی ہے۔ سارے بزرگ شروع ہی سے مرگیاں پالتے چلے آئے ہیں۔

بڑی گندی ہبی ہے۔

اٹ... خبردار... زبان سنہال کر... ہماری مرغیاں محمل پر چلتی ہیں۔ کبھی خواب میں بھی تم نے شاہی مرغیاں نہ دیکھی ہوں گی۔

مجھے خواب سے بھی نفرت ہو جائے، اگر مرغیاں نظر آجائیں۔

تب تو ہم کبھی دوست نہ بن سکیں گے۔ عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا، مجھے ایسے لوگ پسند نہیں ہیں جن کے خیالات سے مرغی پسندوں کے جذبات کو تھیس لگے۔

ختم کرو... میں نے پوچھا تھا کہ چائے پیوگے یا کافی۔

چائے ۔

لڑکی نے ویٹر سے چائے کے لئے کھا اور پھر عمران سے پوچھا، تم کہاں رہتے ہو؟ ۔

گرینڈ ہوٹل میں ۔۔۔

مستقل قیام اسی شہر میں رہتا ہے؟ ۔

جب تک کالج نہ بند ہو جائیں یہی رہنا پڑھ گا۔ ۔

پڑھتے ہو؟ ۔

لعنت ہے پڑھنے پر میرا دل نہیں لگتا، اسی لئے ہاستل چھوڑ کر گرینڈ میں چلا آیا ہوں، کلاسون میں پراکسی ہو جاتی ہے.. پراکسی کرنے والوں کو دوسروے مہوار دینے پڑتے ہیں، ۔

اُن سے کیا فائدہ پڑنے میں دل نہیں لگتا تو گھر واپس چلے جاؤ.. ۔

وہ اور زیادہ مصیبت ثابت ہو گی، ریاست کا کام دیکھنا پڑھ گا، ۔

ہوں.. تو تم کاہل بھی ہو..

کیا... عمران کو پھر غصہ آگیا اور نہوڑی دیر رک گھورتے بنے کے بعد بولا۔ تم یقیناً ان بندروں کی رشته دار ہو.... میں اسے برداشت نہیں کرسکتا..

ارٹ نہیں.. میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میں تو یہ کہہ رہی تھی کہ آخر تعلیم سے کیون
بھاگتے ہو..

ارٹ یہ تعلیم ہے۔ عمران نے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔ کہ دوسروں کی بے تکی بکواس
پڑھو.. یاد رکھو... پھر امتحان دو.. اور وہ بے تکی بکواس یاد نہ آئے تو فیل ہو جاؤ...
نکو بنو العنت ہے..

بے تکی بکواس.... لڑکی نے حیرت سے کہا۔

یہ بکواس نہیں ہے تو اور کیا ہے کہ جب کوئی کوئل کوکتی ہے تو میرا دل ناجنسے لگتا
ہے.... دل ناجنسے لگتا ہے..... ہا ہا.... دل اگر ناجنسے لگے تو رستم کے بھتیجے کا بھی
ہارت فیل ہو جائے... اور کیا..... واہ.... دوسرے صاحب فرماتے ہیں.... چاروں طرف
چٹکی ہوئی چاندنی ... کیا تھا.... لو بھئی بھول گیا.. بہر حال ایسی ہی اوٹ پٹانگ
باتیں ہوتی ہیں.... ارٹ ہاں... مثلاً ... سنو... وہ ہیں نا بہت بڑھ شاعر انگریزی
کے جناب آکسفورد صاحب.. .

آکسفورڈ.... لڑکی نے حیرت سے دہرایا۔ شاعروں میں یہ نام میرم لئے بالکل نیا ہے۔

نیا ہی ہوگا۔ عمران لاپرواہی سے ہاتھ ہلا کر بولا۔ یہ صاحب نیچر کی دم میں نمددہ کسے رہتے ہیں... اور بعض اوقات اس طرح سنک جاتے ہیں کہ ان سے دریا پھاڑ درخت... چاند ستارے سبھی انگریزی میں باتیں کرنے لگتے ہیں۔

نیچر....ارٹ....ورڈز سورتھ تو نہیں؟ لڑکی نے کہا۔

ہاں....وہی....وہی....مجھے آکسفورڈ یاد آرہا تھا... آکسفورڈ تو لندن کے ایک چھپائی خانے کا نام ہے شائد.... جس میں ڈکشنریاں چھپتی ہیں۔

یہ بڑھ افسوس کی بات ہے کہ تم ورڈز سورتھ کو نہیں سمجھ سکتے۔

ارٹ تو ہوا کیا.... میرم والد صاحب تو سمجھتے ہیں ہی ہوں گے... پھر مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ میں بھی اپنی ٹانگ اڑا دوں۔

نہیں ورڈز سورتھ جیسے شاعروں کو سمجھنا اور پسند کرنا سیکھو..

ارٹ جاؤ... مجھے پاگل کتے نے کاتا ہے کیا کہ خواہ مخواہ اپنا دماغ خراب کروں گا..... یہ ورڈز سورتھ کوئی پاگل آدمی تھا.... زندگی بھر کوئلوں بلبلوں اور چکوروں کی باتیں

کرتا رہا اس کی بجائے اگر صابن بنا کر بیچتا تو اس کی اوکادیں بھی ہنری فورڈ کی اوکادوں کی طرح منٹ کرتیں.. ارٹ اگر تمہیں کوئلیں پپیٹ پسند ہیں تو دوسروں کو بور کرنے سے کیا فائدہ.. چھوڑو... ختم کرو... تم نے فضول باتیں چھیڑ دیں.. مجھے ان بندروں کے متعلق سوچنے دو.. جنمیں نے آج میری بقیہ زندگی بھی برباد کرکے رکھ دی..

لڑکی ہنس پڑی اور عمران پھر اسے غصیلی نظریوں سے گھورنے لگا۔

تم آخر چاہتی کیا ہو؟ اس نے کہا۔

دوستی... میں تم سے دوستی کرنا چاہتی ہوں... تم بے حد دلچسپ آدمی ہو..

آدمی نہیں پرنس.... عمران اکڑ کر بولا۔ میری توبین نہ کرو۔ ورنہ میرا دماغ خواب ہو جائے گا، اور وہ کم بخت محفوظ ہی رہیں گے..

کون؟ ..

بندر... ، عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ ابھی تک جس بندر نے بھی مجھے دیکھ کر دانت نکالیے ہیں زندہ نہیں رہا۔ میں ایسے بندروں کو فوراً گولی مار دیتا ہوں۔ مگر سرکاری بندروں سے کیسے نپٹا جائے..

سوچو کوئی تدبیر... لڑکی چائے انڈیلتی ہوئی بولی۔

زہر... دفعتاً عمران کی آنکھیں چمکنے لگیں اور اس نے دھیمی آواز میں کہا۔ کل میں اپنے ساتھ زبریلے سب لے جاؤں گا.. گذ..... ویری فائن کسی کو کانوں کا خبر بھی نہ ہوگی۔

رحم نہ آئے کا تمہیں ان بے زبانوں پر...

ہرگز نہیں .. انہیں عقل کیوں نہیں آتی... کیوں دانت نکالتے ہیں مجھے دیکھ کر . کویا میری کوئی وقعت ہی نہیں ہے ان کی نظروں میں نہیں میں ان کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہیں سن سکوں گا۔ براہ مہربانی خاموش رہو۔

سنو.. میرا قیام رونیک میں ہے۔ اٹھائیسوائی کمرہ اور میرا نام ہلینا ہے۔

ہلینا ہے.. بہت واہیات نام ہے۔ مجھے بالکل پسند نہیں آیا۔

کیا مطلب؟

مطلوب یہ کہ تمہارا نام پوڈینہ کیوں نہیں؟ تم بالکل پوڈینہ معلوم ہوتی ہو۔

پو دینہ کیا؟ ۔

فارسی میں گلاب کے پھول کو کہتے ہیں ۔ ۔

بڑھ شریر ہوتا ۔ ۔ لڑکی ہنس پڑی۔ خیر یہ بتاؤ کہ گینڈ میں تمہارے کمرے کا کیا نمبر ہے؟ ۔

نمبر میرے سیکریٹری کو معلوم ہوگا ۔ ۔ میں تو صرف وہاں سوتا ہوں ۔ ۔ ویسے تم وہاں کسی کو بھی پرنس تفضل کا حوالہ دے کر میرے کمرے کا نمبر معلوم کرسکو گی ۔ ۔

تم سچ مج عجیب ہو ۔ ۔ کیا سارے شہزادے ایسے ہی ہوتے ہیں ۔ ۔

نہیں اکثر مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت ہوتے ہیں ۔ ۔

میں خوبصورتی کی بات نہیں کر رہی ۔ ۔ لڑکی چڑھئی ۔

پھر ۔ ۔

کچھ نہیں! فی الحال خاموشی سے چائے پیو ۔ ۔

عمران خاموش ہوگیا۔ اُس کے چھرے پر اب بھی حماقت ہی طاری تھی۔ لڑکی نے کچھ دیر بعد کہا۔ میں کچھ دن یہاں ٹھہراؤں گی۔ کیون نہ ہم روز ملیں؟ ۔

بہت مشکل ہے۔ کیونکہ میں ایک مشغول آدمی ہوں۔ ۔

کیا مشغولیت رہتی ہے؟ ۔

ارٹ...واہ... یہ سب کچھ تمہیں کیسے بتادوں۔ ۔

ہم دوست ہیں نا... ۔

نہیں....ابھی نہیں... اتنی جلدی دوستی کیسے ہو سکتی ہے؟ ۔

پھر ہم دونوں یہاں کیون بیٹھے ہوئے ہیں۔ ۔

عمران نے پیالی ہاتھ سے رکھ دی چند لمحے اسے غصیلی نظروں سے دیکھتا رہا اور پھر اٹھتا ہوا بولا۔ کیا میں نے کہا تھا کہ میرے ساتھ بیٹھو... تم بڑی دیر سے میری توہین کئے جا رہی ہو... لعنت ہے... ۔

وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا... لڑکی بھی چائے چھوڑ کر اٹھ گئی اس نے جلدی جلدی
کاؤنٹر پر چائے کی قیمت ادا کی اور عمران کے پیچھے دوڑنے لگی جو کافی دوڑ نکل گیا
تھا۔

ٹھفل...، ٹھفل...، ٹھر...، ٹھر وو... پرنس...، پرنس... اس نے آواز دی۔

تنفسِ رک گیا..، رکنا ہی تھا۔

نہیں جاؤ...،

وہ مڑ کر بھرائی آواز میں بولا۔ چلی جاؤ، میرا مذاق نہ اڑاؤ .. سب مجھے الٰہ سمجھتے
ہیں..... کسی نے بھی مجھے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔

نہیں ڈئیر...، وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر چمکارتی ہوئی بولی۔ میں تمہیں
سمجھنے کی کوشش کروں گی..، غصہ تھوک دو..، ٹھفل ڈئیر..،

ہاں..، ٹھفل..، یہ کیا ہے؟ ..

تمہارا نام..،

۔ تفضل... میرا نام تفضل ہے اور میں اپنے نام کے سلسلے میں بھی بہت جذباتی ہوں۔

وہ پارک کے پھانک پر پہنچے اور پھر پیدل ہی چلتے رہے۔ بس لڑک جدھر جا رہی تھی ادھر ہی وہ بھی چل رہا... وہ اسے ایک پبلک ٹیلی فون بوٹھ کے قریب لائی۔

۔ مجھے ایک ضروری کال کرنی ہے۔ اس نے عمران سے کہا۔ تم دو منٹ کیلئے ٹھہر جاؤ۔

لڑکی اندر چلی گئی اور عمران بوٹھ کے قریب کھسک گیا، بوٹھ کا دروازہ کھلا ہوا تھا، اس لئے عمران اس کی آواز صاف سن سکتا تھا۔

۔ سرخ گلاب.. اسے نے شائد دوسری طرف سے استفسار کے جواب میں کہا تھا، پھر عمران نے اسے جولیانا فٹنر والر کا پتہ دہراتے ہوئے سنا۔

اس نے ایک طویل سانس لی کیونکہ یہ اس کے نظریہ کی تائید تھی۔ یعنی اس سازش کی پشت پر جو کوئی بھی تھا ابھی تک صرف ٹیلی فون ہی ٹیپ کرتا رہا تھا اور ایکس ٹوکے ساتھیوں کو پہچاننے کے لئے اس قسم کی حرکتیں کی تھیں... تو پھر اس نے جو نتائج اخذ کئے تھے وہ بھی درست ہو سکتے تھے یعنی جولیا، صدر، اور تنویر کے علاوہ.. وہ ابھی تک کسی چوتھے آدمی کا نہ تو فون نمبر معلوم کر سکتا تھا اور نہ پتہ.. مگر اس خیال پر قائم نہ رہ سکا کیونکہ اس کے برعکس بھی ہو سکتا تھا۔ کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ اس کے ماتحتوں میں صرف یہی تین ایسے رہ گئے ہوں جن کا پتہ اس نامعلوم آدمی نے اب تک لگایا ہو بقیہ لوگ پہلے ہی اس کی نظر میں آچکے تھے...

آؤ...اب چلیں.. وہ بوٹھ سے نکل کر بولی.... اور عمران پھر اس کے ساتھ چلنے لگا۔

عمران ہلینا کے ساتھ رونیک میں اس کا کمرہ بھی دیکھ آیا تھا اور اب اسے فکر تھی کہ کسی طرح گرینڈ میں اسے بھی دو کمرے ملنے چاہئیں۔ ایک سیکریٹری کا انتظام کرنا بھی ضروری تھا، مگر سیکریٹری کے فرائض کوں انجام دیتا، خاور، نعمانی اور صدیقی کی پوزیشن مشتبہ تھی، ان کے متعلق اس نے پہلے یہی سوچا تھا کہ ممکن ہے کہ وہ تینوں اس نامعلوم اور پُراسرار آدمی کی نظروں میں آچکے ہوں.... بلیک زیرو کو وہ الگ ہی رکھنا چاہتا تھا، روشنی بحیثیت جولیانا فٹنرواؤٹر اس کے مکان میں مقیم تھی... اور اب جولیا کا روپ اسے ہی ادا کرنا تھا۔

جولیا کے متعلق اسے یقین تو ہو گیا تھا کہ وہ صرف اس آدمی کے احکامات یا پیغامات ہی فون پر ریسیو کرتی رہی تھی، اس کی نظروں میں نہیں آئی تھی، مگر عمران اسے اپنی سیکریٹری کی حیثیت سے گینڈ میں نہیں رکھنا چاہتا تھا، اسکیم کے مطابق اسے کسی مرد کی تلاش تھی۔

گرینڈ میں اسے دو کمرے مل گئے تھے لیکن سیکریٹری کا مسئلہ حل نہ ہو سکا۔

اسی شام کو اس نے ایک پبلک ٹیلی فون بوٹھ سے بلیک زیرو سے رابطہ قائم کر کے اسے ہدایت دی کہ وہ رونیک میں ہلینا پر نظر رکھے.... کیونکہ فی الحال وہی ایک بستی نظروں میں تھی جس کے ذریعہ اس پُراسرار آدمی تک پہنچنے کے امکانات تھے جو ایکس ٹو اور اس کے ساتھیوں کو بے نقاب کر دینے کی فکر میں تھا۔

روشنی کو تو اس نے سب کچھ سمجھا ہی دیا تھا اور وہ خود بھی اتنی ذہین تھی ہی کہ اپنے دماغ سے بھی کچھ کام لے سکتی۔

اس رات عمران صرف ٹیلی فون ہی کے ذریعے حالات کا جائزہ لیتا رہا۔

اس نے سلیمان کو بھی فون پر بدایت دی تھی کہ اگر اسے روشنی کی طرف سے کوئی پیغام ملے تو وہ گرینڈ ہوٹل تک پہنچا دیا جائے۔ لہذا صبح ہی صبح سلیمان ایک لفافہ لے کر گرینڈ آپنچا، لفافہ روشنی کی طرف سے تھا۔

روشنی نے خط میں لکھا تھا۔

میرا خیال ہے کہ صدیقی، نعمانی اور خاور اس کی نظروں میں ابھی تک نہیں آئے کیونکہ اس نے پچھلی رات مجھ سے فون پر ان کے متعلق کہا تھا کہ بقیہ ساتھی کہاں مرکئی۔ میں انہیں برابر فون کر رہا ہوں۔ لیکن جواب نہیں ملتا۔ میں نے کہا کہ یہی حال میرا بھی ہے۔ میں نے ایک نجی ضرورت کے تحت ان میں سے ایک کو فون کیا تھا لیکن جواب نہیں ملا۔ اس پر اس نے کہا کہ ابھی اور اسی وقت ان کے گھروں پر جا کر پتہ لگاؤ کیا بات ہے۔ میں نے کہا کہ میری طبیعت خراب ہے کیا آپ میری آواز کے بھاری پن سے اندازہ نہیں کرسکتے۔ مجھے شدید زکام ہو گیا ہے اور بلکا سا بخار بھی ہے۔ میں کل صبح نوجہے اس مہم پر نکلوں گی..... اس نے اسے منظور کر لیا ہے۔ واقعی عمران تم بروقت چونکے اور اس سازش سے آگاہ ہو گئے اگر تم جولیا کو یہاں سے نہ ہٹاتے تو میرا خیال ہے کہ وہ سب کے سب اس نامعلوم آدمی کی نظروں میں آگئے ہوتے۔ جو تمہاری ہی طرح پراسرار معلوم ہوتا ہے۔ اب تمہیں جو کچھ بھی کرنا ہے نوجہ سے پہلے کر ڈالو۔ میرا خیال ہے کہ مجھے ان تینوں کے گھروں کی طرف ضرور جانا چاہئے۔ لیکن اس سے قبل ہی ان تینوں کا وہاں سے غائب ہو جانا لازمی ہے۔ بعد کی باتیں پھر سوچیں گے۔

عمران نے خط ختم کرکے سر ہلایا۔ وہ روشنی کی تجویز سے متفق تھا۔ اگر وہ اس کا مشورہ نہ دیتی تب بھی عمران یہی کرتا۔ لیکن اسے خوشی تھی کہ روشنی نے اپنی ذہانت سے کام لے کر ود بھی یہی فیصلہ کیا تھا۔

عمران نے آئندہ بھی بھے تک خاور صدیقی اور نعمانی کو گرینڈ میں طلب کرکے ساتھ حالات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ ایکس نے یہ مہم میرٹ سپرد کی ہے۔

آپ کے علاوہ اور کوئی اس لائق بھی نہیں تھا۔ خاور نے ہنس کر کہا۔ مگر پھر سنجدگی سے بولا۔ صدر کا کیا ہوگا؟

مجبوری ہے۔ ان لوگوں نے اسے پاگل خانے تو بھجوادیا ہے۔ لیکن وہاں سے نکال لینے کی قوت نہیں رکھتے اس لئے۔۔۔ فی الحال اس بیچارے کو وہیں رہنا پڑے گا۔ اس کے نکلنے کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ ایکس نے ان حالات سے آگاہ ہو گیا ہے۔ اگر اس آدمی نے یہ سمجھ لیا تو مشکل ہی سے باتھ آسکے گا۔ میرا خیال ہے کہ وہ ایکس نے ہی کی طرح پُراسرار ہے۔

پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ صدیقی نے پوچھا۔

گھروں کا خیال بالکل ترک کردو۔۔۔ اب تمہیں وہاں نہیں واپس جانا۔۔۔ روشنی البتہ وہاں چکر لگائے گی۔۔۔ خاور یہیں میرٹ ساتھ رہیں گے۔۔۔ اور تم دونوں مختلف ہوٹلوں میں قیام کرکے مجھے پتوں سے آگاہ کر دینا۔۔۔ ایکس نے ملٹری کی سیکرٹ سروس سے تین

آدمی طلب کرکے تمہارے گھروں میں ٹھہرائے گا... پھر اس کے بعد ہم دیکھیں گے کہ کیا
کر سکتے ہیں۔

عمران کی اس تجویز سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ خاور کچھ دیر بعد عمران کے
ساتھ ڈائیننگ ہال میں نظر آیا جواب اس کے سیکریٹری کے فرانپز انعام دھ رہا تھا۔

”نهیں تو کر کونہ بلا یئے۔ میں خود ہی یہ خدمت بھی انجام دے لوں گا۔“

اماں بی شائند کسی مذہبی تقریب میں شرکت کے لئے کہیں گئی ہوئی تھیں۔ اس لئے عمران نے رحمان صاحب کے کمرے سے نکل کر پچھا نگہ کی راہ میں۔ مگر پھر فوراً ہی اُسے رک جانا پڑا کیونکہ وہ دوڑتے ہوئے قدموں کے ساتھ ہی ساتھ پنی چچا زاد بہنوں کی آوازیں بھی سن رہا تھا۔ وہ اُسے پکارتی ہوئی دوڑتی آرہی تھیں۔

”ہام---ہاں ہاں---جیتی رہو۔ جیتی رہو۔“ عمران نے سر ہلا کر ان کے سلام کا جواب دیا۔
 ”واہ بھائی جان چکے چکے چلے جا رہے تھے۔“ ایک نے کہا اور ساتھ ہی عمران کی نائی کی گرد بھی درست
 کی۔

”ارے دیکھو تو۔“ دوسری بولی۔ ”جب اسی طرح ذیل کرتا ہوتا ہے تو پچھا جان بلاتے ہی کیوں ہیں۔“
”ارے تم ہی دیکھو۔“ عمران بھرا کی ہوئی آواز میں بولا۔

”اے سنے تو بھائی جان!“

"نہیں۔۔۔ بس اب شوکا وقت قریب آ رہا ہے۔۔۔"

کیا شو؟

”اچھا تمہیں شائد معلوم نہیں کہ ہم نے دولت مندی سے اتنا کر بلبل ٹاکیز میں گیٹ کیپری کر لی ہے۔“

دشمن

”ہاں۔۔۔ جب بھی سائز ہے بارہ آنے والے کلاس میں فلم دیکھنے کا ارادہ ہو تو چلی آتا۔۔۔ بھادیں گے۔۔۔ نانیا۔۔۔“

عمران نے دو تین لمبی چھلانگیں لگائیں اور یہاں تک سے باہر تھا۔

”اے دیکھو تو“ دوسری بولی۔ ”جب اس طرح ذلیل کرنا ہوتا ہے تو پچا جان بلاتے ہی کیوں
پہن۔“

”اے تمہی دیکھو۔“ عمران بھرائی ہوتی آواز میں بولتا۔

”دینیں واٹی پچا جان کو اپنا نکرنا چاہئے۔“

"تم لوگ جب ہمدردی سے بیش آتی ہو تو ہمارا دل پھر آتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ وہ پانچ کو قتل کے سو بھر رلینڈ پلے جائیں۔ اچھا اب ہم پلے، پرسوں پھر آئیں گے۔" پرسوں وہ سیام کا سفید یا تحریکی سیماں آنے والا ہے۔ شہیں وکھانے والے ہمیں گے نہ مٹا۔"

”اے سخن تو بھائی جان۔“

”دھنیا۔۔۔ لیکن اب شو کا دش ترقیب آ رہا ہے۔۔۔“

کیا شو؟

عمران نے روشن بھی بھی چھٹا گئیں لگائیں لور پھانک کے پاہر تھا۔

خاور میز کے قریب آگئی۔

”بیٹھ جاؤ۔“

خاور کسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر خوف اور تنقیم کے ملے جاتے آثارِ نظر آرہے تھے۔

”چڑیاگھر کے بندروں کے متعلق تم نے کیا سوچا؟“

”تی اکال ارادو ہے کہ چڑیاگھر کے تنقیم کا ایک نوٹس دیا جائے۔“

”تحیک ہے! مگر اس سے کیا ہو گا؟“

”وہ دیکھئے۔۔۔ باتِ دراصل یہ ہے۔۔۔“

”کہ تم لکھے اور کام چور ہو۔۔۔“ عمران نے غصیلے لہجے میں جملہ پورا کیا اور پھر چند لمحے خاور کو گھورتے رہنے کے بعد بولا۔ ”کیا یہ تمہارا فرض نہیں ہے کہ ہمارے لئے آسائش بھیم پہنچا رہا؟“

”یقیناً! حضور والا!“

”اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہم بندروں کو اپنا ازلی دشمن تصور کرتے ہیں۔۔۔“

”مجھے علم ہے۔۔۔ والا جاہا!“

”چڑیاگھر کے بندروں کو چونیں لکھنے کے اندر اندر قسم ہو جانا چاہیے۔۔۔ کہے؟“

”میں بھی کچھ کہوں؟“ یک بیک ہلینا بولی۔

”ابھی نہیں۔۔۔!“ عمران ہاتھوں اٹھا کر بولا۔ ”ابھی ہم سرکاری گفتگو میں مصروف ہیں۔ ہاں یکہر یعنی کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہیں اس مس کر دیں؟“

”نہیں جنابِ عالیٰ میں مرتب دم تک آپؐ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔۔۔“

”تم کیا کرو گے؟“

خاور نے سر جھکایا۔

عمران نے پھر کہا۔ ”جاوا! اپنے کمرے میں جاؤ۔ پھر سوچوں تجھیں اس سلسلے میں کیا کرنا چاہئے۔ صرف دو گھنٹے کی مہلت ہے۔“ خادر اٹھ کر تھیما جھکا اور چپ چاپ آگے بڑھ گیا۔ ہلینا اُسے جاتے دیکھتی رہی۔ پھر عمران کو عطا طب کر کے بوی۔ ”او۔ پس تم واقعی اپنے ملازموں کے لئے دوسریں جاتے ہو گے۔“

”کیا مطلب؟“

”خواہ تو اس پہ چارے کو دانت پھٹکا رکھ کر رکھ دیا۔“

”ارے تو کیا گدھوں کو سر پر بھاؤں جو بندروں کا مسئلہ بھی عمل کرنے کے قابل نہ ہوں۔“

”اوہا میں نے کہاں سے یہ مذکورہ چھیڑ دیا۔“

”میں خوب سمجھتا ہوں۔ تم بھیجیں لینے آئی ہو۔ میں کہتا ہوں اگر ساری دنیا ایک طرف ہو کر بندروں کی حماقی میں جائے تو بھی اپنا ارادہ نہیں بدلوں گا۔ تم نے تمہارا کیا ہے۔“

”تو اب مجھ پر اٹ پڑے۔“ ہلینا بنتے گئی۔

”اس طرح مت ہنسا گرد۔ مجھے بندروں کے دانت یاد آ جاتے ہیں۔“

”ارے ارے! اب کیا میرے پیچھے پڑو گے۔“

عمران کی سوچ میں پڑ گیا اُس کے چہرے پر الجھن کے آثار صاف پڑھتے ہیں۔ وہ تھوڑی دری تک خاموش بیٹھا رہا پھر بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے بولا۔ ”میرا خیال ہے کہ دفت سے پہلے پیدا ہو گیا ہوں۔“

”کیوں؟“

”اب میں کیا چانوں کے گیوں پیدا ہو گیا ہوں۔ اگر اپنی پیدائش روک لینا میرے بس میں ہوتا تو آج دنیا کا نقشہ بھی اور جو تار۔“

”میں نے پوچھا کہ تمہارے دل میں یہ خیال کیسے پیدا ہوا؟“ بلمیا نے کہا۔ اور پھر اس طرح خاموش ہو گئی جیسے یک سیک کسی خیال نے موجودہ موضوع کی طرف سے اُسی لہنی ردموز دی ہو۔ عمران نے بھی اُدھر نظر ڈالی جدھر وہ دیکھ رہی تھی۔

شائد وہ سفید فارم غیر ملکی ابھی ابھی ہال میں داخل ہوا تھا جس کی آمد پر بلمیا یک سیک خاموش ہو گئی تھی۔ عمران پھر بلمیا سے مخاطب ہوا اور وہ گڑ بڑا کر بولی۔ ”اپ تو میں کیا کہہ رہی تھی؟“ ”اگر میری یادداشت اتنی ہی اچھی ہوتی تو میں کانج سے کیوں بھاگتا؟ تم شائد بندگو بھی کی کاشت کے متعلق کچھ کہہ رہی تھیں۔“



”مجھے یہ قوف نہ بنا دے۔“ لڑکی چڑھی۔

”اچھا ہے!“ عمران نے سعادمندانہ انداز میں سر پلا دیا۔ عمران نے اُس کے چہرے پر بھنوں کے آثار صاف پڑھے لڑکی اب عمران ہی کی طرف متوجہ ہو گئی تھی مگر پار پار لکھنؤں سے اُس طرف دیکھنے لگی تھی جہاں وہ غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا ورنہ اس کے چہرے پر اخطر اب ہی تھا۔ انداز بالکل بے تعلقانہ تھے جیسے اُس کا کوئی شناسایہاں موجود نہ ہو۔ دیڑکانی لایا۔

”ہمیں یہ نہیں آتا۔“ عمران نے لڑکی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ اور بلمیا اس طرح چونک پڑی جیسے اُسی اور کی موجودگی کا خیال ہی نہ رہا ہو۔

”آپ کو کوئی اعتراض نہ ہوگا اگر میں اپنے دوست کو اس میز پر بلا لوں؟“ اس نے جلدی سے کہا۔ ”مرد ہے۔؟“ عمران نے ہاک بھوں چڑھا کر پوچھا۔

”ہا۔“

”ناہیں۔ انا نہیں!۔۔ جس میز پر کوئی لڑکی موجود ہو اُس پر ہم اپنے نلا وہ اور کسی مرد کا وجود نہیں پرداشت کر سکتے۔ قطعی نہیں۔۔ اس سلسلے میں ہم اکثر اپنے والدناہدار سے بھی بھکڑا کر بیٹھتے ہیں۔“

”میں نے پوچھا کہ تمہارے دل میں یہ خیال کیسے پیدا ہوا؟“ پلینا نے کہا۔ اور پھر اس طرح خاموش ہو گئی جیسے یک بیک کی خیال نے موجودہ موضوع کی طرف سے اُسکی ذہنی ردموزدی ہو۔ عمران نے بھی اُدھرنظرِ ذاتی جدھڑوہ دیکھ رہی تھی۔

شائد وہ سفید فارم غیر ملکی ابھی ابھی ہاں میں داخل ہوا تھا جس کی آمد پر پلینا یک بیک خاموش ہو گئی تھی۔ عمران پھر پلینا سے مخاطب ہوا اور وہ گزیڑا کر بولی۔ ”باں تو میں کیا کہہ رہی تھی؟“ ”اگر میری یادداشت اتنی ہی اچھی ہوتی تو میں کانٹے سے کیوں بھاگتا؟ تم شائد بندگو بھی کی کاشت کے متعلق کچھ کہہ رہی تھیں۔“

”مجھے ہیوقوف نہ بناو۔“ لڑکی پڑھتی۔ ”اچھا۔!“ عمران نے سعادمندانہ انداز میں سر بلایا۔ عمران نے اُس کے چہرے پر مجھنوں کے آثار صاف پڑھتے۔ لڑکی اب عمران تھی کی طرف متوجہ ہو گئی مگر بار بار انگھیوں سے اُس طرف دیکھنے لگی تھی جہاں وہ غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا درست اس کے چہرے پر اضطراب ہی تھا۔ انداز بالکل بے تعلقات تھے جیسے اُس کا کوئی شناسایہاں موجود نہ ہو۔ دیر کافی لایا۔

ہمیں یہ نہیں آتا۔“ عمران نے لڑکی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پلینا اس طرح چونک پڑی جیسے کسی اور کسی موجودگی کا خیال ہی نہ رہا ہو۔

”آپ کوئی اعتماد تو نہ ہوگا اگر میں اپنے دوست کو اس میز پر بلا لوں؟“ اس نے جلدی سے کہا۔ ”مرد ہے۔۔۔؟“ عمران نے تاک بھوں چڑھا کر پوچھا۔ ”باں۔“

”نا۔۔۔ نا۔۔۔!۔۔۔ جس میز پر کوئی لڑکی موجود ہو اُس پر ہم اپنے نلا وہ اور کسی مرد کا وجود نہیں برداشت کر سکتے۔ قطعی نہیں۔۔۔ اس سلسلے میں ہم اکثر اپنے والدناہدار سے بھی جھگڑا کر دیتے ہیں۔“

”والد سے بھڑا کیا؟“

”ہاں۔۔۔ مثلا۔۔۔ خیر۔۔۔ ہاں۔۔۔ اور یہ کیا بھی ہے تمہارا درست؟“
ہلینا چونکہ گرمی وہی سفید فام غیر ملکی میز کے قریب کھڑا عمران کو گھور رہا تھا۔
نجیک اُسی وقت خادر بھی وہاں پہنچ گیا۔

”سوچ لیا۔۔۔ یور ہائی نس۔“ اُس نے بڑے ادب سے کہا۔

”کیا سوچ لیا؟“

”میں اٹھیٹ سے پائچ آدمیوں کو طلب کروں گا۔“

”کیوں؟“

”اُنکی ڈیوٹی ہو گئی کہ وہاں بھر کشہروں کے مامنے کھڑے ہو کر بندروں کو منہ پر ہایا کریں۔“

”کہا۔۔۔“ عمران اچھل پڑا۔ ”ویری فائن اسکریپٹ ہستم سے بے حد خوش ہوئے ہیں۔ جاؤ اپنی میز پر
جیکھو۔“

خادر میز کے پاس سے بہت گیا۔ دنوں نے انگریزی میں گفتگو کی تھی اور اب وہ غیر ملکی اجنبی عمران کو
عجیب نظروں سے گھور رہا تھا۔

”اوہ۔۔۔ جیکھو۔۔۔ رو جر۔۔۔ یہ پس تفضل ہیں۔۔۔ بہت دلچسپ آدمی۔۔۔ اور یہ رو جر لیں گے
میرے درست۔۔۔“

اجنبی نے عمران کی طرف ہاتھ پڑھادیا۔

ومراں نے ہاتھ تو پڑھایا تھا۔۔۔ وہ استاذ ہیلا تھا کہ رو جر کو یہی محسوس ہوا ہو گا جیسے کوئی مرد وہ جو ہا ہاتھ
میں آگیا ہو۔

”بیٹھئے۔۔۔ بیٹھئے جنوب!“ عمران بولا۔ ”ہم آپ سے مل کر بے حد خوش ہوئے۔۔۔ ملینا کے درست
بھارے درست بھی ہو سکتے ہیں۔“

”ہلینا ہے میرا نام۔۔۔ ہلینا۔۔۔“

”ہمیں افسوس ہے! بچپن میں ایک بارہم اونٹ پر سے گر کر بیوٹھ ہو گئے تھے اس کے بعد ہے ہمیں
نام صحیح نہیں یاد رہتے۔“

”اوہ... دیکھو!“ رو جرنے والینا سے کہا۔ ”ہمیں کچھ ضروری کام کرتے تھے۔ وقت کم ہے اس لئے فی
الحال پہنس سے مغذرات کر لو تو بہتر ہے۔ بس میں اتفاقاً ہی ادھر نکل آیا تھا اس کے بعد میں تمہاری
طرف جاتا۔“

عمران نے والینا کی آنکھوں میں نفرت کا لہکا سا سایہ دیکھا اور پھر وہ یک بیک مسکراپڑی۔ ”اوہاں!
ہمیں تھائیں دینے کے لئے شاپنگ کرنی تھی۔ اچھا پہنس میں پھر تم سے طوں گی فی الحال اجازت دو۔“
”مگر ہم شائد کافی پیٹے جا رہے تھے۔“ عمران نے ہمراہ اسامنہ بناؤ کر کہا۔

”میری کافی تم پر ادھار رہتی۔ اچھا۔... ہااا!“

وہ دونوں اٹھ گئے اور عمران جھلا کر خاور کی طرف مڑا۔ ”کافی بناؤ۔“ وہ غصیلی آواز میں بولا۔

خاور میز کے قریب آگیا۔ وہ دونوں آمد و رفت کے دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ عمران نے ایک
گوشے سے بلیک زریو کو انٹھتے دیکھا۔ وہ شائد والینا کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک پہنچا تھا۔ عمران نے ایک
ٹویل سانس لی۔ خاور سے بولا۔ ”شائد یہ اس سے یہ بھر تھی کہ رو جر اس کا تعاقب کرتا ہوا یہاں پہنچا
ہے۔“

خاور بھگا ہوا پیالیوں میں کافی انڈیلی رہا تھا۔ اس نے کہا۔ ”کیا یہ آدمی رو جر بھی پہلے ہی سے آپ کی
انکروں میں رہا ہے؟“

”ثہیں...! یہ اسی وقت کی دریافت ہے۔ جیسچہ جو یہاں میکر یہری میں اس وقت بہت اداں ہوں۔“
”کیوں؟“ خاور فس پڑا۔

”بائیں! اب تم بھی مجھے بندروں کی طرح چڑھانے لگے۔“

”یہ بندروں کا اظہانہ بھی خوب رہا۔“

”یہ لطیفہ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔“ عمران نے سخنی سافنس لے کر کہا۔ ”جب بندر مجھ پرداشت نکالتے ہیں تو میں خود کو پاگل گردھا محسوس کرنے لگتا ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اس کا جواب کیسے دوں۔ بس یہی دل چاہتا ہے کہ میں بھی دانت زکال دوں۔“

”بس شتم کر جئے۔ میں ہمینا نہیں ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس نے بھی روجر کی موجودگی پسند نہیں کی تھی۔“

”ہاں! میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ مگر...“

عمران خاموش ہو گیا۔ خاور اس کی طرف مستفسر انہ نظر دل سے دیکھ رہا تھا۔

”آپ نے شائندہ پنا جملہ پورا نہیں کیا۔“ اس نے کچھ دیر بعد کہا۔

”وہ جملہ پورا کئے جانے کے قابل ہی نہ رہا ہو گا۔ خیر دوسری پر بہار جملہ سنوا وہ یہ کہ تنویر کسی طرح قایو میں رکھا جائے۔ میرا دھوکی ہے کہ وہ اس موقع پر پھر ایکس تو سکھ چھٹی جانے کے خبط میں بتلا ہو جائے گا۔ لیکن اس طرح ہمارا کھیل بجز بھی سکتا ہے۔“

”نہیں تنویر اس کی ہمت نہیں گر سکتا۔“

”لیکن اگر کوئی عورت ہمت دلاتے تو؟“

”کیا آپ کا اشارہ جو لیا کی طرف ہے؟“

”یقیناً۔“

”میں نہیں سوچ سکتا کہ اس موقع پر وہ ایسی کسی تعاونت کی مرکب ہو گی۔“

”میں سوچ سکتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اُسے بہت قریب سے دیکھا ہے۔۔۔ دوسری جملہ!“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”یا آدمی بھی پاگل ہی معلوم ہوتا ہے جس نے اس تھم کی حرکتیں شروع کی ہیں۔ یاد ہے سمجھتا ہے کہ ایکس ٹو اس سازش سے بے خبری رہے گا۔“

”یہی تو میں بھی سوچتا رہا ہوں۔“

”سوچتے رہوا۔“ عمران نے کہا اور کافی پیٹنے لگا۔ پھر اس کے بعد وہ اتنے کمروں میں آگئے۔

عمران سوچ رہا تھا کہ اس پر اسرار آدمی کا طریقہ کار بھی وہی معلوم ہوتا ہے جو خود اس کا ہے کیونکہ اس دن اس پر قدر آدمی نے جولیا فلٹر داٹر کے متعلق معلومات حاصل کر کے بلینا تک پہنچائی تھیں اور بلینا نے بھی اس کا پیغام فون ہی کے ذریعہ اس تک پہنچا دیا تھا۔

عمران سوچتا ہا اور جو گم کے پیکٹ گھلتے رہے تین بیجے فون کی تھیں بھی اور عمران نے رسیور انھالیا۔ دوسری طرف سے بولنے والا بلیک زیر و تھا۔

”پرس پلیز۔!“ وہ کہر رہا تھا۔ ”وہ دونوں اس وقت شپ ہاپ میں ہیں۔ مرد اس سے خنا معلوم ہوتا ہے۔ دونوں میں آپ کے متعلق بہت تیز تیز گفتگو ہوئی ہے۔ مرد کہر رہا تھا کہ اسے محتاط رہنا چاہیے۔ دلکش آدمیوں سے ملنے کی خصوصیت نہیں خواہ وہ کوئی پرس ہو یا کوئی معنوی آدمی۔ لہرگی اس پر کافی گرم ہو گئی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اس کی تھی زندگی سے کسی کو کوئی سر دکار نہ ہونا چاہیے۔ اس نے اپنی خدمات فروخت کی ہیں اپنا وجہ نہیں بیچ ڈالا!

”پھر کیا ہوا۔؟“ عمران نے پوچھا۔

”پھر مرد نے اسے دلکشی دی تھی کہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہو گا۔“

”تو وہ دونوں اب شپ ہاپ میں موجود ہیں؟“

”تھی ہاں! دونوں نے ساتھی ہیر پی ہے لیکن ایک دوسرے سے کبیدہ خاطر نظر آرہے ہیں۔ لہرگی بار بار اس پر یہ ظاہر کر رہی ہے کہ وہ آپ سے ملتی رہے گی۔ وہ اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی ہے کہ اس سے اس کے فرائض کی انعام دہی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ مرد پہلے تو اس سے جنگل ہمارا تھا اگر بھر اس نے اپناروپیہ لفکھت بدال بھی دیا تھا اور اسے سمجھانے لگا تھا کہ وہ آدمی تو بالکل دو کوڑی کا معلوم ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ پرس ہو لیکن بالکل احمد معلوم ہوتا ہے۔۔۔۔۔ لیکن لہرگی پر شما نہ اس کا بھی اثر نہیں ہوا اور وہ بدستور اپنی بات پر اڑی ہوئی ہے۔

”اب تم اس مرد کا تعاقب کرنا! مجھے اس کی رہائش گاہ کا بھی علم ہونا چاہیے۔“

”بہت بہتر جناب۔“

”بس۔“ عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

لیکن انہی ریسور کھکھ لیں تھا کہ پھر فون کی تھی بھی۔ اس بار دوسری طرف سے خاور تھا اور اس نے ڈائینگ ہال سے رنگ کیا تھا۔

”کیا آپ ڈائینگ ہال میں آ سکتے ہیں؟“ اس نے پوچھا۔

”کیا ڈائینگ ہال یہاں نہیں آ سکتا؟“ عمران کا الجھہ فحصیلہ تھا۔

”میرا خیال ہے کہ یہاں کسی کو آپ کی تلاش ہے۔“

”تمہارا خیال قاطع بھی ہو سکتا ہے۔ آخر دو گول ہے؟“

”ایک۔۔۔ دوسری سفید فام لڑکی۔ اسے پس ٹھہرال کی تلاش ہے۔“

”بام۔۔۔ تو تمہیل باقاعدہ شروع ہو گیا۔۔۔ کیا اس نے میرا بھی نام لیا تھا؟“

”جی ہاں! بھی نام۔۔۔ کیا میں اسے آپ کے کرے میں بھیجن دوں؟“

”سیکریٹری!“

”ایں یورہائی نس۔“

”تمہائی میں میں عورتوں سے ہول آتا ہے۔۔۔ اسے تمہاری موجودگی بھی ضروری ہے۔“

”میرا خیال ہے کہ آپ کو ہول آنے کی بجائے اس پر غصہ آئے گا۔۔۔ میں بھیج رہا ہوں۔“

”بھیجو۔۔۔“ عمران مردہ سی آواز میں بولا۔

کچھ دری بعد دروازے پر ٹکلی اسی دستک ہوئی اور عمران نے غرا کر کہا۔ ”آ جاؤ۔“

دروازہ ہٹلا اور سفید فام لڑکی اندر دراٹھل ہوئی۔

”کیا میں پس ٹھہرال سے ہم کام ہونے کا شرف حاصل کر رہی ہوں؟“

”یقینا۔۔۔ یقینا۔۔۔ بالکل!“ عمران نے سر بلاؤ کر کہا۔ مُر پھر یک بیک بنجیدہ ہو گیا۔ وہ آنے والی کو گھوڑہ تھا اور اب اس کے چہرے پر حادثت کے آثار نہیں تھے۔

”فتنہ اُس نے خونخوار بیجے میں کہا۔ ”یہ کیا حرکت...؟“

”کیا مطلب؟“

”کس کدھے نے تم سے کہا تو کہ اتنے گھر راتم کے میک اپ میں گھوٹی پھرو؟ اور پھر اس طرح یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی؟“

”میں اسے برداشت نہیں کر سکتی کہ روشنی کو مجھے پر اہمیت دی جائے۔“

”جو لیا۔۔۔ میں آج کل تمہارا انچارج ہوں۔“

”ہوا کرو۔۔۔“ اُس نے لاپرواں طاہر کرنے کے سے انداز میں اپنے شانوں کو جنپش دی۔ عمران اس جواب پر نہ می طرح بول کھلا سکی تھا۔ لیکن وہ خوش ہی رہا۔ جو لیا ایک آرام کری میں مگر گئی۔ وہ عمران کو عبور رہی تھی۔

”ایکس ٹو کون ہے؟“ اُس نے یک بیک پوچھا۔

”وہ کوئی گدھا ہی ہو گا۔ کیونکہ اس کے ماتحت تم جیسے قتل مندوگ ہیں۔“

”عمران میں گئی ہتھی ہوں اس سے بہتر موقع پھر با تھنڈائے گا۔“

”کیا موقع؟“

”ہم ایکس ٹو کی شخصیت سے واقف ہو سکتے ہیں۔“

”میری نظر وہ میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے کہ وہ کون ہے۔“

”یا تو تم جھوٹے جو یا اس سے اچھی طرح واقف ہو۔“

”دوں ہی صورتوں میں تم میری ذات سے کوئی فائدہ نہ اٹھ سکو۔ اور اب اسے بھی اس لوگوں اگر تم نے میرے ہنپے کے مطابق عمل نہ کیا تو کافی عرصہ تک پچھتا ہو۔“

”میں کام گر رہی ہوں کسی سے یہچھے نہیں رہی۔“

”تم کام بکار رکھی اور اب سب سے پہلے تمہاری ہی گردن کئے گی۔“

”دیکھا جائے گا۔“

”اچھی بات ہے اب میں کچھ نہیں کہوں گا۔“

”تم اس لڑکی پلینا کے متعلق مجھ سے زیادہ نہیں جانتے۔“

”جنابِ مجھی جانتا ہوں اُس سے زیادہ جاننا میری صحت کے لئے مضر ہے۔“

"تو پھر میں تمہیں کچھ بتاؤں رہے؟"

66

”اچھا تو پھر میں چارہ تھی ہوں۔“

”ورجھے تو قعہ ہے کہ خاموشی سے بیٹھو گی۔ ہم لوگوں سے ملتے کی کوشش نہ کرو گی۔ میرا مطلب ہے کہ سیک اپ میں ۔۔۔۔۔

”کیا واقعی تم میری معلومات سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے؟ میں دراصل اس وقت اس لئے آئی تھی کہ تمہیں جلیسا کے علاقے کچھ بتاؤں۔“

”اس کے علاوہ اور گیا بتاؤ گی کہ وہ اپنے ایک سراغتی سے بھرا کر بیٹھی ہے اور یہ بھردا نبھی کچھ دیر پہلے
ذہب کلب میں ہرا تھا۔“

جو لیے پلکیں جپھکا نہیں۔ ”تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ تم میں سے کسی نے بھی اُس کا قابض نہیں کیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت خاور، صدر یقینی اور نعمانی تمہارے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ خاور نہیں تھا۔ صدر یقینی اور نعمانی مجھے کہیں نظر نہیں آئے۔“

”لیکن اے کیوں بھول جاتی ہو جو تمہیں کبھی نظر نہیں آیا؟“

၁၂၁

عمران کوئی جواب دینے کی بجائے چیزوں کا پکٹ بھاڑ نہ لگا۔

”دیکھئے یقین ہے کہ تم اس کی شخصیت سے والقف ہو۔“

عمران کھنڈ ۲۱۔ اب دوسری اسی نظر آنے لگا۔

جو لیا پہلے تو ہے سکون دکھائی دیتی رہی پھر اس کے چہرے پر شدید ترین جھلاہت کے آثار نظر آئے گے۔
لیکن وہ کچھ بولی نہیں۔ تھوڑی دریمک عمران کو قبر آؤ نظر وہ سے دیکھتی رہی پھر اٹھ کر چلی گئی۔ دروازہ
کافی تیز آواز کے ساتھ بند ہوا تھا۔
کچھ دیر بعد فون می خٹھی بھی۔

”بیلو۔“ عمران نے رسپورٹھا کر جو ٹکم کا پیکٹ ایک طرف ڈالتے ہوئے کہا۔
”سلیمان۔“

”کیا بات ہے؟“

”سرسلطان سے مل لجئے۔۔۔ ان کی کام آئی تھی۔“

”اور کچھ؟“

”ایک خط ہے میم صاحب کا۔۔۔“

”ابے تو وہ خط کیا اپنے ساتھ قبر میں لے جائے گا؟“

”کیا آپ کہئے۔۔۔ یہ بھی مشکل نہیں ہے۔“

”سلیمان۔“

”جی اسا حبہ۔“

”مرغی کی موت مار دیں گا۔“

”ابھی حاضر ہوا اسا حبہ۔“

”نہیں پہلے سرسلطان کے یہاں جاؤ۔۔۔ جو کچھ وہ فون پر کہنا چاہتے ہوں ان سے لکھوا کر لانا ہے۔“

”وہ مجھے کیا بچائیں گے؟“

”میں فون پر ان سے کہہ دوں گا۔۔۔ جلدی کرو۔“

”ابھی گیا۔“

سلسلہ منقطع ہو گیا۔ عمران کسی سوچ میں پر گیا تھا۔

اُس نے حالات کی اطلاع سرسلطان کو نہیں دی تھی۔ وہ بھی اُسے بہت ہی فاس موقع پر فون کرتے
شئے۔ ہر جاں اس سلسلے میں اُسے سلیمان کا منتظر رہتا تھا۔

روشی کے ڈھنے سے اُسے معلوم ہوا کہ اب وہ اسرار آدمی ایکس و کو فراڈ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ روشنی نے لکھا تھا کہ کس طرح اُس نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ صدر کو پاگل خانے بھجوانے میں اُس کا ہاتھ نہیں تھا۔ عمران نے ڈھنے پڑھ کر اس طرح سر کو جنبش دی تھی جیسے وہ بھی اپنی شیطنت کو بروئے کار لائے بغیر تھا ہے گا۔

مر سلطان نے کوئی خط نہیں دیا تھا۔ انہوں نے تو اُسی وقت فون پر اس سے انکار کر دیا تھا جب عمران نے سلیمان کے متعلق انہیں اطلاع دی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ جس صورت سے بھی ممکن ہو وہ آج ہی ان سے مل لے۔

تقریباً آٹھ بجے رات کو عمران گرینڈ سے نکل آیا۔ لیکن اُس نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ اُس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ اب ایسی صورت میں اس کے لئے ناممکن ہو گیا تھا کہ وہ مر سلطان کے گھر کا رخ کرتا۔ سماں تھے ہی اُس کی تشویش بڑھ گئی۔ اس تعاقب کا مطلب تو یہی ہو گیا تھا کہ اُس کی اب تک کی محنت برپا ہوئی ہے۔ اُسے جو لیانا فشر داڑھی آئی اور وہ سوچنے لگا کہ اس آفت کی ذمہ دار وہی ہو سکتی ہے ممکن ہے کہ اُس کے بے ڈھنگے میک اپ کی بجائے اُن پر اسرار لوگوں کو کسی قسم کا شبہ ہوا ہو۔ کچھ بھی ہو کھیل تو بگڑی چکا تھا۔ عمران نے یہی ڈرائیور سے کہا کہ وہ اُسے روٹنگ میں لے چلے۔

چالاں بلینا متعجب تھی۔ اور روٹنگ کے کپاڈ میں پیکسی سے اترتے ہی تعاقب کرنے والا بھی سامنے آگیا۔ یہ دی روجہ تھا جس سے بلینا نے آج گرینڈ میں تعارف کرایا تھا۔ وہ دوسری پیکسی سے اتر اور اس انداز میں آگے بڑھتا چلا آگیا جیسے وہ عمران سے بے خبر ہو۔

ومراں بھی خاموشی سے چلتا رہا۔ اب وہ سوچ رہا تھا ممکن ہے روجرنے اصل معاملے سے ہٹ کر کسی دوسرے سلسلے میں اُس کا تعاقب کیا ہو۔ عمران کو بلینا اور روجر کے جھگڑے کی اطلاع بھی مل چکی تھی۔ وہ ڈائنس بیال میں آیا۔ روجر اُس سے پہلے ہی داخل ہو چکا تھا۔ وہ اُسے ڈائنس بیال کی ایک میز پر نظر آیا۔ عمران نے بھی اُس سے بے علاقی نظاہر کی۔

لیکن رو جرنے آئے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

”آہ۔۔۔ پرنس۔۔۔ آئیے۔۔۔ آئیے۔۔۔ کیا آپ میرے ساتھ بیٹھنا گوارا فرمائیں گے؟“

عمران رک گیا اور اسے اس طرح دیکھنے لگا جیسے پچانچنے کی کوشش کر رہا ہو۔

”اوہاں۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ جی ہاں!“ وہ بوکھلانے ہوئے انداز میں بولا۔ ”میرا خیال ہے کہ میں اس سے پہلے بھی کہیں آپ کو دیکھ کر کا ہوں۔“

”آپ کا خیال صحیح ہے جناب! تشریف رکھتے۔“

عمران بیٹھ گیا۔ لیکن اُس کے انداز سے بھی ظاہر ہو رہا تھا جیسے آئے نہ پہچان سکنے پر اسے بے حد شرمندگی ہو۔

”آج مگر یہ نہ میں بلینا نے آپ سے ملایا تھا۔“ رو جر مسکرا کر بولا۔

”اوہ۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ جی ہاں!“ عمران زور زور سے سر پالنے لگا۔

”بلینا آپ کی بہت مدد اتھے۔“

”کیا ہم بالکل گدھے ہیں؟“ دفعتاً عمران غصیلی آواز میں بولا۔

”اوہ۔۔۔ میں نہیں سمجھا۔۔۔ آپ کیا فرمادے ہیں۔“

”وہ لڑکی ہمیں گدھا بھتھتی ہے۔“

”ارے نہیں تو۔۔۔ یہ آپ کیس فرمادے ہیں۔“

”ہم بالکل صحیح فرمادے ہیں بلکہ مستند ہے ہمارا فرمایا ہوا۔“

”آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی۔“

”کیا تم تھی اس وقت مجھے پندرہ نہیں محسوس کر رہے؟“

”یہ آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔“ رو جر ٹھریا انداز میں مسکرا دیا۔ ویسے اس کے باوجود بھی آپ بلینا سے ملنے

کے لیے تشریف لائے ہیں۔“

”بکواس سے۔“

”آپ میری توہین کر رہے ہیں۔ میں بہت بُرا آدمی ہوں۔“ روجر نے غصیل آواز میں کہا۔

”وہ تو میں پہلے ہی سمجھتا تھا۔ اچھے آدمی بھی دوسروں کو یقوف بنانے کی کوشش نہیں کرتے۔“

”میں بڑے بڑے ڈیلوں اور لارڈوں اور گاؤں توں سے سگرا چکا ہوں۔“

”اسی لئے چھپنے ہو کر رہ گئے ہو۔ خدا تم پر حم کرے۔“

”میں تمہیں چیلنج کرتا ہوں۔“ روجر فراہی۔

ابھی بھکھا اور بھکھی کہنا چاہتا تھا کہ دددنوں ہی چونک پڑے۔ ہلینا نے بیچھے سے آکر بیز پر ہاتھوں مارا تھا۔ جس جگہ اُس کا ہاتھ پڑا تھا وہاں عمران کو ایک چھوٹا سا کارڈ انظر آیا۔ جس پر سوالیہ نشان بنا ہوا تھا۔ یہ نشان بہت واضح تھا اور کافی ذہنی سے دیکھا جا سکتا تھا۔ عمران نے اندازہ کر لیا کہ وہ نشان اندر چھرے میں چمکتا بھی ہو گا۔ کیونکہ جس روشنائی سے وہ بنا یا گیا تھا اُس میں سے ناسخورس کی آمیزش بھی معلوم ہوئی تھی۔ عمران بے تعاقبانہ انداز میں بیٹھا رہا۔ ویسے اُس کے چہرے پر بیز اری کے آثار پہلے ہی سے موجود تھے۔ ”اچھی بات ہے۔“ روجر نے کری سے اٹھتے ہوئے ایک طویل سانس لی اور چب چاپ آمدورفت کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ کارڈ بھی اُس نے اٹھا لیا تھا۔

”ہیلو۔۔۔ پُرس۔۔۔ ہلینا نیٹھی ہوئی بولی۔“ کیا تم بہت دی سے یہاں ہو؟“

”ہاں۔۔۔!“ عمران کی آواز غصیل تھی۔

”اوہ۔۔۔ تم کچھ خفاظ معلوم ہوتے ہو۔“

”کچھ نہیں۔۔۔ بہت زیادہ۔“

”بات کیا ہے؟“

”تم اور تمہارا دوست۔۔۔ ہمیں الوبھتے ہو۔“

”ارے نہیں۔۔۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ ڈیز پُرس۔۔۔“

”اور اس کو جر نے ابھی میری توہین کی تھی۔“

”مگر نہیں اُس کا نام روجر ہے۔ کیا وتم سے جنگڑا کر رہا تھا؟“

”ہاں۔ اس نے کہا تھا کہ وہ بہت بُرُّ آدمی ہے۔ اب تک کئی ڈیوکوں، لا رڑوں اور کاؤنٹوں سے لگرا چکا ہے۔ مگر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ آخر اس نے ہمیں دھمکی کیوں دی تھی۔“

"اے۔۔۔ بہادریاں ہے۔۔۔ بھرال! تم کچھ خیال نہ کرو۔۔۔"

”میں یہ سوچ رہا ہوں کہ وہ یہاں سے فرنڈ و لائس نہ جانے پائے تو بہتر ہے اور نہ ساری دنیا میں بکا پھرے گا کہ میں نے پرنس تھغفل کی تو ہیں کی تمی اور وہ دم دبا کر رہ گیا تھا۔۔۔ دیکھو چلیا۔۔۔“
”پہلیا۔۔۔“ اس نے قسم کی۔

”اوہ۔ بلیخا ہی سکی۔“ عمران نیز پر گھونٹہ مار کر بولا۔ ”بندروں کی اور باتیں ہے لیکن آدمیوں سے پہنچنے کے لئے ہم کافی قوت رکھتے ہیں۔ خدا کا شکر ادا کرو اس وقت ہمارا جیکر یہری یہاں موجود نہیں تھا۔۔۔ ورنہ یہ جو کہر سمجھی اسی وقت قتل کر دیا جاتا۔۔۔ ہمارے طاز میں نہک حرام نہیں ہیں۔۔۔ کیا آدمی سمجھیں تمہارے ساتھ رہتا ہے؟“

”کہاں رہتا ہے؟ اس کا پتہ بتاؤ۔“

”اے۔ نصفیل و سیر! ختم کرو۔ ہم پر دیکی طالب علم ایس بیجاں تمارے ملک کے آئا رقد بھے متعلق معلومات فراہم کرنے کے لئے آئے ہیں۔ دو چار دن میں پلے جائیں گے۔ کیوں خواہ نتواد بات بڑھاتے ہو۔“

”یک آخري ہم سے کوں الجھ پڑا ہے۔“

"اپ کیا بتاؤں۔۔۔؟" وہ اس امیر بنا کر بولی۔

”میں جاؤں میں نے بغیر نہ ایسے گئے۔

"اس کا خیال ہے کہ میں تم سے عشق کرنے لگی ہوں۔" وہ مضمون خیر انداز میں افسی۔

”دشمنی“، عمران نے اس طرح گلے پر تمہارکہ کہ کہا جیسے کوئی سخت جیز طق کے نیچے اٹانے کی کوشش کی ہو۔

اور پھر اس کے چہرے پر ہوا یاں اڑ نے لگیں۔ جسم کا پتے لگا۔ ملکن ہے آنکھوں کے سامنے نیلی پیلی چینگاڑیاں بھی اڑ نے لگی ہوں اور پھر اس کا سرا جیا لکھ میزست نکلا رہا۔

“ہاں---ہاں!” وہ اس کاشانہ پکڑ کر انھاتی ہوئی بولی۔ “یہ کیا ہو گیا تمہیں؟”
“کچھ نہیں۔” عمران صیدھا بیٹھا ہوا آہستہ سے بولا۔ “کچھ بھی نہیں۔”
“نہیں کچھ تو ہے۔ تم کپ بیک بیمار سے نظر آنے لگے ہو۔”

عمران نے صرف ایک تھنڈی ساقیس لی جواب میں اور کچھ نہیں کہا۔ ویسے اُس کا چہرہ خوف اور رحمافت کی آمیختگی میں کر رہا گیا تھا۔
“بولاو۔۔۔ تم خوش کیوں ہو گئے؟”

“عشق کے نام تھی سے ہمارا دم کل جاتا ہے۔” عمران بھرا اُتھی آواز میں بولا۔

“کیوں؟”

“تم نہیں جانتیں ہماری اشیٰت میں عشق کرنے والوں کو کسی سزا میں لٹتی ہیں۔”

“سزا میں۔۔۔”

“ہاں--- ہمارے والد بزرگوار عشق کرنے والوں کی دم پر فمدہ کسواد یعنی ہیں۔”

“بیکار پا تک نہ کرو۔۔۔ یہ تو حسن و عشق ہی کی سرز میں ہے۔۔۔ میں نے تمہارے یہاں کی کھانیاں سنی ہیں۔۔۔ پڑھی ہیں۔۔۔ وہ کون تھے۔۔۔۔۔۔ ہیر اور رانجھا۔۔۔”

“آن کا تو نام ہی نہ لو۔۔۔” عمران نے اس اعتمادہ بنایا کہ بولا۔

“کیوں۔۔۔ آن کی داستان تو ساری دنیا میں مشہور ہے۔”

“بعد کے حالات سے تم والف نہیں ہو۔ خبروں پر سُنرہ ہو گیا تھا اور بعد کے حالات دنیا کو نہیں معلوم ہو سکتے تھے۔”

“کیسے حالات؟”

دیے دلی کا گھر اسے منے رکھتے تھی اُس کا دل بڑھایا کرتی تھی۔ آخراً یک دن یہ راز کھل ہی گیا۔
بچارے را تجھے کو معلوم ہوا کہ ہیر کے بھائی نے مال روڑ پر ایک بہت بڑی لامپری کھول رکھی ہے۔ لیکن وہ
غريب دلی پٹ سے گرا اور مٹتم ہو گیا۔ یہے اصلی راستا نہ ہیر را فھاکی۔
ہلینا پڑنے لگی۔

”کیا تم تعلیم بخوی ہو؟“

”کچھ نہیں چھوڑ دے۔ تم عجیب ہو۔ تمہارے پاس گھنٹوں بیٹھنے کا دل چاہتا ہے۔“

”بہ بہ باس۔ ہم تو اب چلے گئے نہیں۔ ہمیں اُس کا پتہ بتاؤ۔ اور یہاں اپنے اتر پر چکا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ہم اس وقت بھی انکار کے چکار میں ہیں۔“

”ختم کرو۔ بخفرلہ نہیں۔ میں کہتی ہوں پر کارہ بات نہ بڑھاؤ۔ اس سے حالات بگڑ جائیں گے۔ بن نہیں سکتے۔“

”کچھ بھی ہوا ہم نے آج تک ایسے لوگوں کو معاف نہیں کیا، جو ہماری تو ہیں کریں۔۔۔ بخوبی کی بات الگ ہے۔ مگر ہم منقریب ان کا انتظام بھی کرنے والے ہیں۔ خیر تو تم نہ بتا کر پڑا ہم خود ہی معلوم کر لیں گے اور کل تک تم اس کا حشر دیکھ لینا۔“

”اب میں تمہیں کیسے سمجھا تو وہ مجھ سے محبت رہتا ہے۔ مگر کیا یہ ضروری ہے کہ مجھے بھی اس سے محبت ہو۔“

”ہمارے نزدیک تو اس کا وجود ہی خیر ضروری ہے۔“

”آف فوہ! تم اپنادل صاف نہیں کرو گے؟“

”چرگز نہیں! ہم اپنادل اس کے خون سے صاف کریں گے۔“

”یہ نہ بھولو کر قانون اس کی پشت پناہی کرے گا۔ میں اسے پکڑ کر اپنی اسٹیٹ میں لے جاؤں گا اور وہاں قتل کراؤں گا اپنے ماتحتوں سے۔ وہاں ہمارا قانون چلتا ہے۔ (حصہ ایک آزاد دیاست ہے۔“ عمران اٹھ گیا اور پالیںدا دلوں پا تھوڑا کر بولی۔ ”ارے تو جیھو نا۔ تم مجھ سے ہی ملنے کے لئے آئے تھے۔“

”یاں ہم اسی لئے آئے تھے۔ مگر ہمارا موڑ چوپٹ ہو گیا ہے۔ اب ہم نہیں رکیں گے۔“ پھر وہ روکتی ہی رو گئی۔ لیکن وہ دوسرے عی لمعے میں ڈائیگنگ بائی سے باہر تھا۔

کچھ دور پیدل ہی چلارہا۔ پھر ایک نیکی کر لی۔ دراصل وہ اندازہ گرتا چاہتا تھا کہ اب بھی اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے یا نہیں اس لئے نیکی ڈرائیور کو کوئی مخصوص پذہ بتانے کی بجائے دائیں بائیں کی بائیک لگانی شروع کر دی تھی۔ اس طرح نیکی کبھی کبھی کسی گلی میں مڑتی اور کبھی پھر کسی کشادہ سڑک نکل آتی۔ جب عمران کو اطمینان ہو گیا کہ اس بار تعاقب نہیں کیا جا رہا تو اس نے نیکی ڈرائیور کو سر سلطان کا پذہ بتایا پھر تھوڑی دیر بعد وہ سر سلطان کے بنگلے کی کپاؤندھ میں داخل ہو رہا تھا۔

سر سلطان نامہ سونے کے لئے جا پکے تھے۔ لیکن عمران کی آمد کی اطلاع پا کر شب خوابی کے لباس میں پر لبا دوڑاں کر ڈرائیگر روم میں چلے گئے۔

”میں نے تمہیں ایک خطرے سے آگاہ کرنے کے لئے پلا یا ہے۔“

”فرمائیے! میں خطرات ہی سے نکل کر آپ تک پہنچا ہوں! اب اس آج گل حالات اسے ہیں کہ میں نے فون پر گفتگو کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔“

کی بات ہے۔“

”پہلے آپ اپنے خطرات سے آگاہ فرمائیے۔ میں تو خطرات کا کیز ابڑا چکا ہوں۔“

”پڑھی ملک سے اطلاع ملی ہے کہ ایک خطرناک آدمی پہلے دلوں ممالک کی مرحد پر دیکھا گیا تھا۔ اُس کے بعد سے پھر اُس کا سرائی شہیں مل سکا۔“

”یعنی وہ خطرناک آدمی ہمارے ملک میں داخل ہو گیا ہو گا۔“ عمران نے تکلیف جھپکا گئی۔

”یقیناً۔۔۔ اس کے امکانات ہیں۔۔۔ تم جانتے ہو کہ ایک وقت بعد یہاں چند دوست ممالک کی ایک خفیہ کا افراض ہونے والی ہے۔“

”آہم۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ مجھے علم ہے۔۔۔ مگر وہ خطرناک آدمی ہے کہ کون؟“

”وہی جس کی شناخت صرف یہ ہے کہ اُس کے دامنے پاتھ پر چھا لگیاں ہیں۔“

”تھیں۔۔۔!“ عمران اچھل پڑا۔

”ہاں وہی! اُسے چند چرداہوں نے دیکھا تھا۔ اُس نے چلو سے پانی پینے کے لئے اپنے دستاںے اتارے تھے ان چروادہوں میں ایک امظکنگ پولیس کا ایک تربیت یافتہ مخبر بھی تھا۔“

عمران کے چہرے پر تشویش کے آہر آنے لگے۔ پحمد مر بعد اس نے پوچھا۔ ”کیا یہ اطلاع صرف میرے ہی مغلک کے لئے تھی؟“

”تھیں! تمہارے باپ مسٹر رحمان کو بھی اطلاع دے دی گئی ہے۔“

”مگر مجھے افسوس ہے کہ ان کا گھرہ شاہزادہ اُس کی گرد کو بھی نہ پاسکے۔“

سر سلطان مسکرائے۔ لیکن پھر یہ بیک صحیدہ ہو کر بولے۔ ”ہاں تم اتنے محتاط کیوں ہو رہے ہو آج کل؟“

”ارے۔۔۔ جناب بُس کیا عرض کر رہیں۔۔۔ عمران بیچارہ گھنٹ پکڑنے کی رسم ہے۔“ عمران نے بسو کر کیا۔

”اور پھر آج تک کے واقعات دراگر یوں۔“ وہ جو کوئی بھی ہو گا کافی باحر آدمی معلوم ہوتا ہے۔ یعنی اسے یہاں کی سیکھت سروس کے چیف آفیسر کے طریق کا رکا علم ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ چیف آفیسر ایک نو

کہلاتا ہے اور اس کے ماتحت اس کی شخصیت کے متعلق اندر حیرے میں ہیں۔ لہذا اس کی ان چرگتوں کا سبھی مطلب ہو سکتا ہے کہ ایکس ٹو بوكھلا کر خود ہی بے نقاب ہو جائے۔“
سر سلطان کم جانتے ہوئے وہ عمران کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔ اور خود اُن کی آنکھوں سے الجھن جھاٹک رہی تھی۔ کچھ دیر بعد انہوں نے بھراٹی ہوئی آواز میں کہا۔ ”تب پھر وہ جانتا ہو گا کہ ایکس ٹوہر وقت اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ہے۔“
”میکن ہے۔“

”تب پھر میرا خیال ہے کہ وہ آدمی اپنے داربئے ہاتھ میں تینی طور پر چھا لکیاں رکھتا ہو گا۔“
”کیوں؟“

”میکن ٹیکیں ہے۔ اس نے سوچا ہو گا ایکس ٹو پر قابو پائے بغیر وہ یہاں کچھ بھی نہ کر سکے گا۔ فرض کرو وہ اس کا انفرنسی کے راز اڑانا چاہتا ہو تو کیا وہ ایکس ٹو کی نظر وہ میں آئے بغیر ایسا کر سکے گا۔“
”میرا خیال ہے کہ آپ کا خیال درست بھی ہو سکتا ہے۔“

”تو پھر تم نے اس آدمی کے متعلق کیا سوچا ہے جو اسیں تو کو بے نقاب کر دینا چاہتا ہے۔“
”میں عنقریب اس کے میل سے نکال کر چوہے ہی کی طرح مارڈاں لوں گا۔“

”یہ آسمان کام نہ ہو گا عمران۔ اگر یہ وہی آدمی ہے۔“

”اچھا شب بخیر۔“ عمران نے ہاتھوں پر لبکھ میں کہا اور سر سلطان نہیں پڑے۔

”جاوہ۔“ انہوں نے کہا۔ ”میکن، بہت بحاطر ہنا۔ مجھے تمہاری زندگی بے حد فزیع ہے۔“

”شب بخیر۔“ عمران کسی بھیزیری کی طرح غراتا ہوا اڑانگکر دم سے باہر نکل گیا۔

(۹)

دوسری صبح بیک زیر و نے فون پر عمران کی کال ریسیو کی جو کہہ رہا تھا۔ ”روجر کی قیام گاہ سے تم یقینی طور پر
واقف ہو گے۔“

”جی ہاں!“

”بُن آج اُس کے پیچے رہو نہیں شہر و دکھو۔۔۔ میں دراصل یہ عاہتا ہوں کہ آج شہر کی کسی
بھرپوری سرک پر اُس کے دس پانچ چوتے لگادیئے جائیں۔“

بیک زیر و اس تجویز پر حیران رہ گیا۔

”میں نہیں سمجھا جتاب۔“

”ارے تو کیا اپ جو تے خرید کر تھیں سمجھانا پڑے سمجھا۔“

”نہیں۔۔۔ نہیں! میں دراصل یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ اس سے کیا فائدہ ہو گا۔“

”میں جو کچھ کہہ رہا ہوں کرو۔“ فون میں غراہٹ سنائی دی اور پھر بیک زیر و نے سلسلہ نقطع ہونے کی
آواز سنی۔

یہ چیز بیک زیر و کے لئے مشکل نہیں تھی۔ کیونکہ وہ تو ایسے کاموں کا ماحر تھا۔۔۔ لیکن وہ الجھن میں
خود پڑ گیا تھا۔۔۔ خراس کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔۔۔ وہ اپنے آفسر سے اچھی طرح واقف تھا۔ لیکن اس
کا طریقہ کار آج تک اس کی آجھے میں نہ آ رکا تھا اور تھا اسے بھی معلوم ہو سکتا تھا کہ وہ کب سنبھال دے گا
اور کب حماقتوں پر اتر آئے گا۔

ناشیت کے بعد وہ کیل کائنے سے لیس ہو گر بکار رو جر کا قیام اذلفیا میں تھا۔ لیکن بیک زیر و کو اس کا علم نہیں
تھا کہ وہ وہاں تھا ایسا اُس کے دوسرے ساتھی بھی وہیں مقیم تھے۔
اڑ لفیا اپنے سے پہلے ایک بار پھر اُس نے عمران کو فون کیا۔

”ہاں کیوں؟ کیا رہا؟“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”ابھی تو کچھ بھی نہیں۔ کیا میں اُس کے کمرے میں کھس کر مرمت کر دوں؟“

”نہیں! شارعِ عام پر بھت خردگی ہے۔“

”تب تو پھر انتظار کرنا پڑے گا۔ جب وہ باہر آئے تب میں ایسا ہو سکے گا۔“

”کچھ بھی ہو۔ آج یہ ہونا چاہئے ہے۔“

”بہت بھتر ہے! یہ تو ہوئی جائے گا۔“

”کیا تم میک اپ میں ہو؟“ عمران نے پوچھا۔

”یقیناً جب! اس کے بغیر کیسے کام میل سکتا ہے۔“

”میک ہے۔“ دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

اسی شام کو عمران اپنے کمرے سے بگل آئی رہا تھا کہ پلینا آگرائی جو کچھ بدحواس سی نظر آ رہی تھی۔

"چلو، چلو اندر چلو! تم باہر نہیں چا سکتے۔" وہ اسے اندر دھکلایا ہوئی بولی۔

"بائیں۔۔۔ بائیں۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔ ادب ادب۔۔۔ ادب مخواڑ کھو۔۔۔ یہ مت بجاو کہ ہم کون ہیں۔۔۔ بے تکلفی ہمیں قلعی پسند نہیں ہے۔"

وہ کمرے کے اندر آگیا۔ پلینا دروازہ بند کر کے ہانپتی ہوئی بولی۔ "تم نے بہت نہ اکیا خصل۔"

"ہم نہیں سمجھے تم کیا کہنا چاہتی ہوں۔"

"میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ اب معااملے کو آگئے نہ بڑھاو۔"

"کس معااملے نو۔۔۔؟"

"روج۔۔۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

"کیا سے قتل کر دیا گی؟؟؟"

"نہیں۔۔۔!

"پھر معااملہ آگئے کسے بڑھا۔"

"الحمدولہ تم نہیں سمجھ سکتے کہ گن خطرات میں گھر گئے ہو۔ میں نے تمہیں اسی لئے بازر کھنے کی کوشش کی تھی۔ مگر تم نے میری باتوں پر کان نہ دیا۔"

"ارے۔۔۔ تو میں نے کیا کیا؟"

"اس طرح شارع عام پر اسے ذمیل نہ کرنا چاہئے تھا۔"

"ارے۔۔۔ کچھ تو بولاو بھی۔۔۔ بتاؤ کیا ہوا۔"

"ہم دونوں اڑالٹیا کے قریب سے گزر رہے تھے کہ ایک آوار آدمی نے اُسے جو توں سے مارا۔"

"خپر تکیں بخشن ہے ہمارے لئے۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "مگر پوری تکیں نہیں ہوئی۔۔۔ بہر حال اب

ہم اُسے اس قابل تھیں۔۔۔ رہنے دیں گے کہ وہ آئندہ ڈیوگوں، لاڑوں اور کاکنوں سے کمرا بخے۔"

”میں تمہیں آگاہ کرنی ہوں کہ فی الحال گرینڈ سے باہر قدم نہ لکانے۔“

”کیوں؟“ عمران نے بھنوں سکون کر گہا۔

”بس بتاو یا تم سے۔۔۔ تم نہیں جان سکو گئے کہ گولیاں کدھر سے آئی تھیں کیونکہ تمہارا جسم چھلنی ہو چکا ہو گا۔ رو جر پا گل ہو رہا ہے۔“

”آب اتوب تو وہ یہ بھی جانتا ہو گا کہ تم ہمیں اس خطرے سے آگاہ کرنے آئی ہو۔“

”اب میں تمہیں کیا بتاؤں۔“

”تمیں ضرور بتاؤ۔ ہمیں سن کر یہ حد خوشی ہو گی۔ ہماری تو یہ تفریق ہے کہ ہم پر گولیاں بر سیں اور ہمارا جسم چھلنی ہو گر رہ جائے۔“

”فضول باتیں نہ کرو۔ تم پر بڑا غصہ آ رہا ہے۔“

”ہمیں بھی آ سکتا ہے غصہ! اس لئے جو کچھ بھی کہنا ہے جلدی سے کہو ڈالو۔“

”پڑھنے کے بعد وہ جو نے کہا تھا کہ یہ حرکت نہ قتل کی ہو سکتی ہے۔ میں نے اس کی تردید کرنی چاہی لیکن وہ مجھ پر بکڑا گیا۔ مجبوراً مجھے اس سے ہمدردی ظاہر کرنی پڑی اور یہ بھی تسلیم کر لیتا پڑا کہ یہ حرکت تمہاری ہی ہو گی۔ پھر اب تم فوراً سوچو ہماری ملاقات کو کتنے دن ہوئے ہیں اور وہ مجھے بہت دنوں سے جانتا ہے۔ صرف جانتا ہے بلکہ کچھ دعوے بھی رکھتا ہے۔ یہاں اور بات ہے کہ میں اس کے کمی دعوے کو تسلیم نہ کروں۔“

”بات ختم کرنے میں جلدی کیا کرو۔“

”اس وقت اس نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔“

”کیوں؟“

”تاکہ میں تمہیں یہاں سے سڑک پر لے جاؤں اور وہ لوگ تمہارا خاتمہ کر دیں!“

”چلو۔۔۔“ عمران اٹھتا ہوا یوں۔

”تم پاگل تو نہیں ہو گے؟“

”ہم کہتے ہیں چلو۔۔۔ ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں کہ جسم جعلی کر دینے والی گولیاں کیسی ہوتی ہیں۔۔۔“
ٹھیک اُسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی۔

”کون ہے؟“ عمران نے غصیل آواز میں پوچھا۔
”سکریٹری۔۔۔ یورہائینس۔۔۔“

”آجاؤ۔۔۔“

خاور دروازوں کوں کر اندر را غل ہوا، اس کے ہاتھ میں ایک لفاف تھا۔

”یاپ کے لئے ہے۔۔۔“ خاور نے بیٹھنا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”بھی ایک آدمی رے گیا
ہے۔۔۔“

”تمہیں یقین ہے کہ وہ آدمی ہی تھا؟“ عمران نے غصیلے لبکھ میں پوچھا۔
”نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ بہ۔۔۔ بات یہ ہے ا۔“ خاور بتلایا۔

”سکریٹری۔۔۔“

”میں یورہائینس۔۔۔“

”ہم نے تمہیں ہزار بار سمجھا دیا کہ کوئی بات یقین کے بغیر نہ کہا کرو۔۔۔“

”اوہ غلطی ہو گئی جتنا بہ اسے ایسا نہیں ہو گا۔“

”چلو خیر۔۔۔ ہاں۔۔۔“ عمران نے بیٹھنا کی طرف دیکھا جو لفافہ چاک کر رہی تھی اور اس کے چہرے پر
تشویش کے آثار تھے۔ لفافے سے اس نے ایک چھوٹا سما کارڈ نکالا۔ جس پر سوالیہ نشان بنایا ہوا تھا۔ عمران
اس سے پہلے بھی ایک بار اس حکم کا سوالیہ نشان دیکھو چکا تھا۔ لیکن اس وقت جو نشان بیٹھنا کے ہاتھ میں تھا
اس کی رنگت مرنی تھی۔

دنھا اس نے محسوس کیا کہ بیٹھنا کے چہرے کی رنگت حیرت انگیز طور پر بدل رہی ہے۔۔۔ ذرا سی دیر میں
اس کی آنکھیں ہے نور معلوم ہونے لگی تھیں! وہ کسی کی پشت سے تک گئی اور آنکھیں بند کر لیں۔

عمران نے خاور کو جانے کا اشارہ کیا۔

”کیا بات ہے؟“ عمران اسکے قریب جا کر بولا۔ ”کیا ہم تمہارے لئے کوئی جیز طلب کریں۔“
”برانڈی۔“ اس نے خلک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔ ”میری طبیعت دھنٹا خراب ہو گئی ہے۔“
عمران نے فون پر برانڈی کے لئے کہا۔

”آخر بات کیا ہے؟“ اس نے مڑکر ہلینا سے پوچھا۔
”کچھ بھی نہیں۔ میں طبیعت میک بیک بگزگنی۔“

عمران چند لمحے اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا۔ ”تم غائب ہو۔ ہم تم سے کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ باہر چلو! اس طرح تم اس سے بھی ہوئی نہیں ہو گی اور ہم اسی وقت اس سے نپٹ لیں گے۔“

”اوہ۔ تھغول! کچھ دیر خاموش رہو۔ مجھے کچھ سوچنے دو۔“

”اجھی بات ہے! ہم دس منٹ تک بالکل خاموش رہیں گے۔“

کسی نے دروازے پر دستک دی۔

”آجاؤ۔“ عمران نے کہا اور ویٹر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ وہ برانڈی لا یا تھا۔

اس کے واپس پلے جانے کے بعد عمران نے گلاس میں سائیکن سے سوڈے کی بوچھاڑڈا لی۔ اور گلاس ہلینا کی طرف بھادیا۔

”تم۔۔۔ تم نہیں لو گے۔۔۔؟“ ہلینا نے کہا۔

”ہماری اشیت میں شراب پینے والے لئے لکائے جاتے ہیں۔“

”تمہاری اشیت تو میرے اعصاب کے لئے ہتھوڑا بن گئی ہے۔“ ہلینا نے ہر اسامنہ بنا کر کہا۔

”ہمیں اس جملے کا مطلب ضرور سمجھاؤ۔“

ہلینا کچھ بولی۔ عمران نے بھی حریدا تفسار نہیں کیا۔ وہ خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا جس پر کسی حد تک ہمالی نظر آنے کی تھی۔ غالباً برانڈی کا اثر فوری طور پر ہوا تھا۔

عمران خاموشی سے چیزوں کی کچھ کھلتارہے۔۔۔

پلیٹ ناہ لے بڑا رہی تھی۔ ” یہ بہت بُرَا ہوا۔ بہت بُرَا رو جو تم پچھتا رہے گے۔ تم ابھی نہیں چانتے کہ میں کیا ہوں اور کیا کچھ نہیں کر سکتی۔ ”

”تم۔۔۔“ عمران پا تھا اسخا کر بولا۔ ” ہمیں یہ قوف نہ سمجھوئی۔ مگر نہ جانے کیوں ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تم کہیں کی شہزادی ہو۔۔۔ ہم نے یورپ میں بھی بہتری والی شہزادیاں دیکھی ہیں جو اسکے لئے محسوس منے پھر نے کی شائق ہوتی ہیں۔ پچھلے سال ہمیں اس ویگاس میں الیکٹریکی شہزادی طیاری کوئی نہیں چانتا تھا کہ یورپ کے ایک ملک کی شہزادی ہے۔۔۔ وہ جوئے میں بہت زیادہ بارگی۔۔۔ اتنا زیادہ کہ اس کے پاس واپسی کے لئے کراچی بھی نہیں بچا تھا۔۔۔ ہمیں اس کا علم ہو گیا تھا ہم نے اس کی مدد کی اور وہ اپنے ملک واپس چلی گئی۔ ”

”کس ملک کی شہزادی تھی؟“

” ہمیں افسوس ہے کہ ہم یہ نہ بتا سکیں گے۔ کیونکہ ہماری یہ طرح وہ معزز تھی۔ ہماری طرح اپنی رُگوں میں شایی خون رکھتی تھی۔۔۔ خیر اس قصے کو فتح کرو۔ ہم تمہاری پریشانی کی وجہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ ملکن ہے ہم تمہارے کام بھی آسکیں۔“

” نہیں تو۔۔۔ میں پریشان کہاں ہوں۔“ ” وہ بُس پڑھی۔ لیکن انداز سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ زبردستی نہیں تھی۔

” خیر۔۔۔“ عمران نے لاپرواں ظاہر کرنے کے لئے اپنے شانوں کو جیبھی دی۔ ” نہیں بتانا چاہتیں تو ہم مجبوہ نہیں کریں گے۔“

” کوئی بات نہیں ہے! الحفڑل جو وقت بھی تمہارے ساتھ گذر رہا۔۔۔ مجھے بے حد افسوس ہے کہ میری یہی وجہ سے تمہاری زندگی خطرے میں پڑ گئی۔ مگر بتاؤ میں کیا کر سکتی ہوں۔ میں نے تو تمہیں منع بھی کیا تھا کہ رو جر سے مت الجھوڑ مگر تم نہیں مانے۔ کاش تمہیں علم ہوتا کہ وہ کتنا خطرناک آدمی ہے۔“

” اس کا آئندہ کرہ اب مت کرو۔ کیونکہ ہمارا غصہ تیز ہوتا ہے اور جب ہمارا غصہ بہت تیز ہو جاتا ہے تو بعض اوقات ہم ہمیں بیٹھاں تو ہوتے لگتے ہیں۔“

دوسری بات یہ کہ شاکر اب میں تم سے نہ مل سکوں۔ درستہ وہ میرا بھی دسمیں ہو جائے گا۔ ابھی تو میں چاکر اُسے کپڑے دوں گی کہ تم آرام کر رہے تھے۔ مگر نہ سہر وہ۔ میرا خیال ہے کہ مجھے ہی اس پر مجبور کیا جائے

۱۳

”اے پرکھ میں تمہیں ہوٹل سے باہر نکال کر تمہارا جسم چھٹانی کراؤ۔“

"جب بھی کوئی ایکی افتادہ رہے، میں دروغ جلی آتا۔ ہم یقیناً اس طبقے میں تمہارا بھائی نہیں گے۔"

۱۳

اس نے پھر کرسی کی پشت سے بک کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔ اب اس کی آنکھوں میں بھی الجھن کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر بعد بلینا نے آنکھیں کھو لیں اور آہستہ سے بولی۔ ”تم یعنی طور پر مقامی پاؤں کو ان حالات سے مرتلخ کرو گے۔“

"تمہیں مشورہ دو کرہیں کیا کرنا چاہئے؟" عمران نے بڑے پھولے پنٹے کہا۔

"جیتا مشورہ تو ہی دینا چاہئے۔۔۔ لیکن۔۔۔ یہ مشورہ دینا اپنی جان سے ہاتھ دھونتے کے مترادف ہوگا۔"

۱۳

"وہ لوگ مجھے زندگی کا سچا ہجھڑیں گے۔" ہلکا نے بھرا کی ہوئی آداز میں کہا۔ "وہ بھی سوچیں گے کہ میں نے تھیں بھوکھیار کیا ہے۔"

"ہاں ہمارا خیال ہے کہ وہ بھی موجود ہے۔ تو پھر ہم پولیس کو اس پیشوں سے آگاہ نہ کریں۔"

”میری بھوٹ میں نہیں آتا کہ کیا مشورہ دوں۔ اگر تم پولیس کو اطلاع نہیں دیتے تو تمہارا مر جانا چاہئی ہے اور اطلاع دیتے ہو تو پھر میں تمہارا انعام دیکھنے کے لئے اس دنیا میں نہ رہوں گی۔“

یہ تو بہت زدگی بات ہے۔ ہماری خواہش تھی کہ تم ہماری لاش پر بیٹھ کر گیتا رہ جاتی۔ عمران نے نس کر کیا۔ دو ڈھونڈے۔ اس نے حیرت سے کہا۔ ”کیا تم اسے مذاق تھجھے ہو جو کچھ میں نے ابھی کہا ہے۔“

”کیں! ہم اے حقیقت بچے ہیں اور اب شہیدگی سے اس مسئلے پر غور کر رہے ہیں۔ اچھی بات ہے، تم ہوں گے پاہنچیں لٹکپیں گے۔“

"وہ کہتے ہیں؟" وہ خوش ہو کر بولی۔

”باں! ہم وحدہ کرتے ہیں۔ مگر تمہارے اس گوجر پر برا بر جو تے پڑتے رہیں گے۔“

ٹھہر لے جائیں!

”بم آج کل سو فصلی ٹھغول ہن کر دے گئے ہیں اس لئے مجبوری ہے۔ ہماری عادت ہے، تم ایسے آدمیوں کو پے حد زیع کرتے ہیں جنہیں خود کو خطرناک ظاہر کرنے کا خط ہو۔“

”اچھا خیر۔ مگر تم ہوں سے باہر نہیں نکلو گے۔“

”خیل میں گے۔ جتنا تم ہے اسکا بے ضرور گردی گے۔“

”اچھا بیٹھ جا رہی ہیں۔ کوشش کر دیں گی کہ تمہیں وقت فرما جاتا ہے آمادہ کرتی رہوں۔ کیونکہ تم میری ہی وجہ سے اس زحمت میں پڑے ہو۔“

”باں! اس میں تو کوئی شبہ نہیں ہے۔ نہ ہم تم سے ملنے کے لئے روپیک میں جاتے اور شاہ منہوس آدمی سے ہمارا جنگلہ رہتا۔۔۔ بھر حال اگر ہمارا جسم پھٹائی ہو سکا تو ہم تمہیں یادتی کرتے ہوئے دم توڑ دیں گے۔ مگر اس سے پہلے ہمیں ضرور بتا دینا کہ تم کس ملک کی شہزادی ہو۔“

”مغلول! میری زندگی میں یہ ناممکن ہے کہ تمہارا جسم تھلنی ہو جائے۔ لیکن تمہیں میرے کہنے کے مطابق مل رہتا ہو گا۔ میں ایک کم دشیت لڑکی ہوں۔ شہزادی نہیں۔“

"تم کوئی بھی ہو۔ لیکن ہم تمہیں شہزادی ہی سمجھتے ہیں کیونکہ تم ایک عالی تکلف لڑکی ہو۔ ہمارے لئے اپنی زندگی کو ظہرے میں ڈال رہی ہو۔"

"میں بہت بُری ہوں ہنول۔۔۔" اس کی بُنی زہریلی تھی۔ "مگر ختم یہ بُجھی رکھتی ہوں۔ میری وجہ سے تم ان حالات میں پڑے ہوا اور بلا وجہ۔۔۔ اس لئے میں مجبور ہوں کہ تمہیں حالات سے باخبر رکھوں۔۔۔ ورنہ۔"

”ورث کیا۔؟“

”ورث کیا یہ مناسب ہے کہ میں تمہیں اپنے ہم وطنوں پر ترجیح دوں!“
”دقیق غیر مناسب ہے۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔

”پھر؟“

”پھر کچھ بھی نہیں! تم اپنی راہ لو۔ ہم اپنے معاملات خود ہی تحریک کر لینے کی قوت رکھتے ہیں۔“
”دیکھو تم نے ابھی وعدہ کیا ہے۔“

”مگر کب تک؟“

”جب تک میں تمہیں اطلاع نہ دوں۔“

”اچھی بات ہے۔ لیکن اس کی امدت کتنی ہوگی۔“

”یکل صبح تک بتاسکوں گی۔“

عمران کچھ بولا۔ بلینا اٹھی اور ایک باز پھر اسے ہوگلی تک مدد و در بے کی تائید کرتی ہوئی باہر نکل گئی۔
عمران نے بلند آواز میں ایک جماعتی اور برائذی کی بوتل اٹھا کر تھوڑی سی براہنڈی چلو میں اندر میلی اور
اُسے تیل کی طرح سر پر پھوپھونے لگا۔

پھر خادر کا قبضہ سن کر مردا۔ وہ باسیں باز دوائل در دارے میں گھڑ رہنے رہا تھا۔

”بلینا دیوی ہے۔ میں کی دیوں کی دیوی۔“

”اور کیا۔؟“ عمران ہاتھ روک کر بولا۔ ”عورتوں سے تھوڑی ویرگنٹکو کر لینے کے بعد اگر کھوپڑی کی
دوبارہ مرمت نہ کی جائے تو وہ اونچی ہو جاتی ہے۔“

”آخر آپ نے سب کیا کھڑا ک پھیلا یا ہے؟“

”بس دیکھتے جاؤ۔ شہد کی بھیوں کو مجھ سے نکالنے کیلئے کوز اکباز ا اکٹھا کر کے دھواں کرنا پڑتا ہے۔“

”کیا یہ سب کچھ تسلی عاص ایکیم کے تحت ہو رہا ہے؟“

”قطعنی خاص ہے۔۔۔“

”اے کس نوگی تیار کر دہ ایکیم ہے؟“

”سو لیصدی۔“

”روجہر کے جوتے کس نے لگائے تھے؟“

”اے کس نو نے۔۔۔“

”نبیں۔۔۔!“ خادر کے لبکھ میں حیرت تھی۔

”تحوزی ہی تم بھی شرائی کرو۔۔۔ عمران نے بائیں ہاتھ سے سرپلاٹے ہوئے بوٹل اس کی طرف بڑھا دی اور بولا۔۔۔“ مجھے تو برا سکون مل رہا ہے۔

”یہ اخیال ہے کہ وہ لاکی آپ کو خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔“

”مجھے ہاہرے چلو۔۔۔ تصدیق ہو جائے گی۔“ عمران نے سرپلاٹ کر کہا۔

”اگر یہ درست ہے تو پھر اب ہمیں کیا کرنا ہوگا؟“

”برائٹی کی ماش کے بغیر یہ جنگ بھج میں نہیں آئے گی۔“

”آخر برائٹی پر کوئی ہاؤں کھا رہے ہیں آپ؟“ خادر مسکرا کر بولا۔

”سنوا! میاں زندگی میں ہیلی پارسی کے لئے شراب خریدی تھی۔۔۔ اب یہ جو اس میں باقی پیگی ہے کیا اپنے صاتھ قبر میں لے جاؤں گا؟؟؟ اورے۔۔۔ ہاں۔۔۔ بیخو۔۔۔ ساپک ضروری بات! مگر نہیں۔۔۔ اس نے دروازے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔۔۔ ”پہلے دیکھو!“

خادر نے دروازہ کھول کر کارپیڈور میں دونوں جانب دیکھا اور پھر دروازہ کھلای چھوڑ کر واپس آگیا۔

”سمجھنا ک آدمی ہو۔۔۔“ عمران سرپلاٹ کر بولا۔

”کوئی خاص بات ہے؟“

”خاص الخاصل! تم بھی تو شاندھری ہی کی سیکھ مردی سے اے کس نو کے مجھے میں آئے تھے؟“

خاور نے عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سر ہلا دیا۔
”میں تھیں کوئی ایسا آدمی یاد ہے۔“ عمران کی آواز بہت دھرمی ہو گئی۔ ”جس کے دامنے ہاتھ میں چھاٹکیاں رہی ہوں۔“

”ہاں۔۔۔ آں۔“ خاور سیدھا ہو کر چھٹھ گیا۔ ”مگر کیوں؟“

”ہو سکتا ہے کہ ہمارا شکار وہی ہوتا۔“

”یہ کیسے کہا جاسکتا ہے؟“

”پرواہ نہ گرو، ووچار دن بعد تم بھی بھی کہو گے۔“

”اگر حقیقت ہے تو آپ کو بہت مختار ہنا چاہئے کیونکہ وہ نازیوں کا پردہ ہے۔“

”نازی اب کہاں ہیں کہ وہ بھی ہمیشہ زندہ رہ سکے گا۔“

”پھر بھی۔۔۔ آپ کو بہت احتیاط سے قدم انداختا چاہیے۔ لیکن آخر دو ایکس ٹوکریوں بے نقاب کرنا چاہتا ہے؟“

”وہ جانتا ہے کہ ایکس ٹوپر ہاتھ ڈالے بغیر یہاں قدم نہ جائے گا کیونکہ اس سے پہلے بھی نہ جانے کتنے یہاں آئے اور کہیں فن ہو گئے۔“

خاور کچھ نہ بولا۔ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر کچھ دری بعد اس نے پوچھا۔ ”کیوں یہ ایکس ٹوکرایاں ہے کہ وہ آدمی وہی چھاٹکیوں والا ہے؟“

”ہاں ایکس ٹوکرایاں ہے۔ لیکن وہ بھی انہی اس کی صحیح رہائش گاہ سے والق نہیں ہو سکا۔“

”تب تو عمران صاحب! آپ غلطیوں پر غلطیاں کر رہے ہیں۔ میں پھر عرض کروں گا کہ سو جھو بوجھے کام لے جائے۔ چھاٹکیوں والا بہت شا طراز کسی بھنسے کی طرح مضبوط ہے۔ پھلی جنگ عظیم کے دوران سنگاپور میں اس سے سابقہ پڑا۔ اُن دونوں وہ جاپان کے لئے کام کر رہا تھا۔ اتفاقاً اتفاق سے آم اس سے لگرا گئے۔۔۔ ایک موقع پر ہم چھاڈیوں نے اُسے گمراہ۔ یقین کیجئے! ہم میں سے صرف دو آدمی زندہ پہنچے تھے۔ ایک میں اور دوسرا ایک انگلو بریز تھا۔ وہ تھا تم میں سے چار کو ختم کر کے نکل گیا۔“

”بام تو کیا وہ تھیں پہچان سکتے گا؟“

”مشکل ہے کیونکہ ہم سب میک اپ میں تھے۔“

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ کسی سوچ میں پڑ گیا۔

دوسری صبح بیلینا پھر آئی۔ اُس کی آنکھوں سے صاف ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ رات مجرجاً گتی رہی ہو۔ عمران نے اُنکے گراؤں کا استقبال کیا مگر اُس کے چہرے پر جھلکیوں کے آنکھ اظہراً تے رہے۔

”میں اب تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتی۔“ اُس نے غصیلی آواز میں کہا۔

”ہم نہیں سمجھتے تم کیا کہنا چاہتی ہو۔“

”میں نے تم سے کہا تھا کہ اب رو جر کو نہ چھینیں گے۔“

”ہم کل سے اسی کمرے میں بند ہیں! ہمیں اپنا وعدہ آج بھی یاد ہے۔“

”رات رو جر پر گندے اٹھے چھینکے گئے تھے۔“

”رو جر یہ گندے اٹھے؟“ عمران نے غصیلی آواز میں دہرا دیا۔

”باں!“

”ہمارے آدمی سخت نالائق ہوتے چاہے ہیں۔ گندے اٹھے تو ایک دوسرے آدمی پر چھینکے چاہئے تھے۔ رو جر کے لئے ہم نے ہدایت دی تھی کہ اس پر گندی ہالیوں کا کچھ پھینکا جائے۔ ہمیں الحوس ہے مس بیلینا! خیر اب سکی۔“

”میں کہتی ہوں کیوں اپنے چھپے پڑتے ہو۔ وہ یہیں گھس کر تمہیں قتل کر دیں گے۔“

”ہمیں اُس دن کا شدت سے انتظار ہے۔“

”چلو آج تی وہ انتظار بھی ٹھیک ہو جائے گا۔ مجھے اب تم سے ذرہ برابر بھی ہمدردی نہیں رہ گئی۔ کیونکہ تمہاری وجہ سے خود میری زندگی خطرے میں پڑ گئی ہے۔ اگر اس پر بھیل رات کو گندے اٹھے نہ چھینکے گئے ہوتے تو شام کا آنے معاملہ رفع دفع ہو چکا ہوتا۔“

”اگر نہیں ہوا تو ہمارا کیا بگزے مگزا۔“

”ممکن ہے تمہارا کچھ نہ بگزے لیکن میں تو مارہی ڈالی جاؤں گی۔“

”تمہارا معاشرہ ہماری سمجھے سے باہر ہے۔ آخر مام اپنے ساتھیوں سے اتنا ذریتی کیوں ہو؟ وہ کیسے لوگ ہیں اور ان سے تمہارا کیا علق ہے؟۔۔۔ اگر ہمارا کوئی دوست ہمارے لئے کسی کام کے کرنے سے انکار کر دے تو ہم اُس کا کیا بازار لیں گے؟“ صریح کہتی ہو کہ اگر تم نے ہمیں یہاں سے باہر نہ کلاں تو وہ تمہیں مارڈا لیں گے۔“

”یہ تفصیل میں شیش جانا چاہتی۔“

”اہ تفصیل میں مجھے بغیر ہی اگر آسانی سے چان کل سکے تو تفصیل میں جانے کی کیا ضرورت ہے؟“ عمران نے سر بلاؤ کر کہا۔

وہ اُسے فصیلی نظر وہی سے گھورتی رہی پھر بولی۔ ”بے ہمت! چلو میرے ساتھ ۔۔۔“

”ہم ہر وقت تیار ہیں۔“

”کیا تم میں ان لوگوں کا مقابلہ کرنے کی سخت ہے؟“

”یقیناً ہے! ورنہ اب تک ہم نے پویس طلب کر لی ہوتی۔ ارے تم پرنس آف حمپ کو کیا سمجھتی ہو۔ ہم ہائی نس کی بجائے ہیوی نس کہلاتے ہیں۔“

”ہیوی نس۔۔۔!“

”اہ! ہم پہاڑی طلاقے کے نواب ہیں نا۔“

”اڑے ٹھیم کر دو۔“ وہ جھلا کر بولی۔ ”تم مجھے جنم ہی کے نواب معلوم ہوتے ہو۔ تم پر گئی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا۔ کیا تمہارے جسم میں کوئی خبیث روح حلول کر گئی ہے؟“

”جب ہمیں کسی عورت پر غصہ آتا ہے تو ہم بالکل خاموش ہو جاتے ہیں۔۔۔ ہب!“ عمران نے مظبوطی سے اپنے ہونٹ بند کر لئے۔

”اسنوں ایکیم یہ ہے کہ آج تمہیں دن بھر شہر کے مختلف مقامات کی سیر راتی رہوں اور اُس کے بعد ایک مخصوص جگہ پر لے جوؤں۔“

”اکیم سے کیا فائدہ ہو گا؟“ تم نے تو کہا تھا کہ وہ کسی مردک حق پر میرا جسم چھلنی کر دیں گے۔“

”مگر اب دہا ایسا شہیں کرنا چاہتے۔ اس طرح خواہ مخواہ ہزاروں آدمیوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیں گے۔“

”اے جب مرتا ہی ہے تو تھک کر مرنے سے کیا فائدہ۔ خواہ مخواہ ادھر ادھر مارے مارے پھریں گے اور اس کے بعد کسی جگہ نہ کانے اگادیئے جائیں۔ بھی تمہیں براور است وہیں لے چلو جہاں بھیں مرتا ہے۔“

”روجتم سے زیادہ عقل مند ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اب تم جب بھی یا ہر لگوٹے تمہارے آس پاس تمہارے آدمی بھی موجود ہوں گے۔ لہذا اس طرح وہ تمہارے آدمیوں سے متعلق اندازہ لگانا چاہتا ہے۔“

”اوہ... ہم سمجھے! اس طرح ہمارے آدمیوں کو بھی لھکانے لگانا چاہتا ہے۔“

”بہت دیر میں سمجھے۔ اب مجھے دیکھنا ہے کہ تم کیا کرتے ہو۔“

”بیدو جر تو ہمیں بالکل گردھا معلوم ہوتا ہے۔ بھلاس کی عتل میں یا سکیم کیے آئی۔“

”تم آخ خود کو کیا سمجھتے ہو۔ دوسروں کو حیر سمجھتا ہی نہ اتنی ہے۔ رو جا پنے آگے کسی کو کچھ نہیں سمجھتا تھا۔ لیکن اس نے جو تے کھائے اور اس پر گندے اندوں کی یاری ہوئی۔ غرور کا سر شجا ہوتا ہے۔“

”اچھا ایک بات سنو۔“ عمران نے سمجھدی اقتیار کرتے ہوئے کہا۔ ”ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس معاملے پر بہت زیادہ غلطی کا ثبوت پیش کریں۔“

”وو کیا؟“

”تمہارے واپس جاؤ۔“

”کیوں؟“

”ظاہر ہے کہ ہم بالکل ہی گدھے نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ اپنا جسم چھلانی کراؤ لیں مگر ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ ہمارے عوض تمہارا ڈالی جاؤ۔“

”آہ تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں اب اپنے آدمیوں میں واپس نہ جاؤں؟“

”ہاں ہم بھی سوچ رہے تھے۔“

”وہ تھت افری میں بھی سمجھے زندہ نہ پھوڑیں گے۔“

”اُف نوہ! تو کیا یہ ذا کوؤں کا کوئی گروہ ہے؟“

”لیکن سمجھ لوو۔“

”مگر تم سے تو کچھ اور بتایا تھا۔“

”ذَا کو اپنے محلے میں سائن پرڈا لٹکا کر نہیں چلتے۔“

”اب تو ہمیں خوف محسوس ہوا ہے۔“

”بلا۔۔۔“ ہمینا نے ایک بذریعی ساقیتھہ لگایا۔ پھر بولی۔ ”مگر میں ابھی زندہ رہنا چاہتی ہوں۔“

”یہاں ممکن ہے۔۔۔ ہم میں سے ایک کو یقینی طور پر مرتا ہو گا۔“ عمران نے کہا۔

”تم ابھی تک اُسے نہ اپنے بھور رہے ہو۔۔۔ یہ بہت بُری بات ہے۔۔۔ وہ جھلانی۔“

”ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کس طرح یقین آئے گا۔“ عمران نے کچھ ہوپتے ہوئے کہا۔ ”اچھا یہ بتاؤ کہ وہ جو ہی اس گروہ کا سر غنہ ہے؟“

”تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو؟“

”تاکہ اس کے متعلق کچھ اندازہ کر سکیں۔ ہمارے والد صاحب اکثر قریباً کرتے ہیں کہ ذَا کوؤں کے سر غنے ٹھوٹا بہت چالاک ہوتے ہیں۔ ہمدا بہت مشکل سے قابو میں آتے ہیں۔“

”روجرا اس گروہ کا ایک معمولی سامنہ ہے۔۔۔ مگر وہ کے سر غنہ کی چالاکی کا تصور کرنا بھی تمہارے لئے مال ہو گا۔“

”کیوں؟“

”ہم اسے جانتے ہیں! لیکن پھر بھی نہیں جانتے۔“

”کیوں؟“

”اس نے کبھی ہمیں اپنی شکل نہیں دکھائی۔۔۔ ہمیشہ چہرے پر نقاب رہتا ہے۔“

”اوہ۔۔۔ اسے پاپ رہے۔۔۔“ عمران خوفزدہ آواز میں بولا۔

”کیوں کیا ہوا؟“

”پرده نشیں عورتوں سے تو ہمیں اور بھی ہوں آتا ہے۔“

بلینا میں پڑی۔ کچھ دیر پہتی رہی اور پھر بولی۔ ”وہ کوئی عورت نہیں ہے بلکہ خونخوار مرد ہے۔“

”تب تو کوئی پرواہ نہیں، ہم گھوٹکھٹ میں ہاتھ دال کر اسکی ڈاڑھی پکڑ لیں گے، بے فکر رہو۔“

”تم باقی ہی بناتے رہو گے یا کچھ کرو گے بھی۔“

”آہ۔۔۔ ہاں تو وہ منصوب جگہ کون سی ہے؟“

”یا بھی نہیں بتایا گیا۔ کہیں راستے ہی میں معلوم ہو گا۔ مطلوب یہ کہ جب ہم سیر کے لئے لٹکیں گے یہاں کی ہار بھی غمار تھیں وہ کھتے ہوں گے۔ اسی وقت کسی فرستے کی طرح مجھے اطلاع دے دی جائے گی کہ تمہیں فلاں جگہ لے جاؤں۔ اس سے مجھے شہر ہوتا ہے کہ سر غنہ کو اب مجھ پر بھی اعتاد نہیں رہتا۔“

”پاں یہ ممکن ہے۔“

”اس طرح اگر میں تمہیں حالات سے باخبر بھی کر دوں تو تم کچھ نہیں سر سکتے۔ اپنے آدمیوں کو آگاہ کر کے کانپی حفاظت کا انتظام کرو تو بھی ہیکار ہی ہو گا۔ تمہارے سارے آدمی اُن کی نظر دیں میں آ جائیں گے۔“

عمران چھوپنے لگا۔ بلینا بھی خاموش ہو گئی۔ لیکن وہ اُسے ٹوٹانے والی نظر دیں سے دیکھ رہی تھی۔

”تم نہیں بھہرو۔“ عمران نے کہا۔ ”میں ذرا اس مسئلے پر اپنے سیکریٹری سے بھی لفتگشتوں کر دیں۔

”ایک سمجھنے بعد تھیں یہاں سے روانہ ہو جانا چاہئے۔“ بلینا بولی۔

”پرواہ مت کرو۔۔۔ یہی ہو گا۔“ عمران نے کہا اور اس کمرے سے باہر نکل گیا۔

”تم موت کے منہ میں چار ہے ہو۔ کتنی بار بتاؤ؟ خدا کے لئے سمجھدی اختیار کرو۔ تم میں وہ خطرناک آدمی بھی رجسٹر ہے جس کی شکن ہم نے کبھی نہیں دیکھی۔ میرا خیال ہے کہ وہ بھی وہاں موجود ہو گا۔“

”اس سُرخ رنگ کے سوالیہ نشان کا کیا مطلب تھا جو تمہیں کل ملا تھا؟“

”وارنگ! جسے بھی یہ نشان سُرخ رنگ میں ملتا ہے وہ خود کو تحفظ نہیں سمجھتا۔ یہ اس خطرناک آدمی کے عتاب کی علامت ہے۔“

”لیکن تمہیں کس سلسلے میں وارنگ ہے؟“

”ای سلسلے میں کہ میں نے تم سے رابطہ دھڑک کیوں بڑھایا۔۔۔۔۔ جب بھی کسی کو یہ نشان ملتا ہے اُسے ہر حال میں اُس آدمی کَہ پہنچنا ہوتا ہے۔“

”آہ۔۔۔ ایک دن تم نے روئیک میں ایسا ہی نشان رو جر کو بھی دیا تھا۔۔۔۔۔ ہمیں یاد ہے۔ غالباً اُسی دن جب وہ ہم پر دھنس جانے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر ہمارا خیال ہے کہ اس کی لفڑی سُرخ نہیں تھی۔“

”وہ معمولی پیغام تھا۔۔۔ بس اتنا ہی کہ نقاب پوش کے سامنے رو جر کی طلبی ہے۔۔۔۔۔ یہ کارڈ ہم میں سے ہر ایک کے پاس ہوتے ہیں۔ وہ اُس وقت رو جر کو طلب کرنا چاہتا تھا لیکن بر اور راست نہیں طلب کر سکا۔ اُس نے اُسے فون پر بحاطب کرنے کی کوشش کی ہو گئی لیکن ظاہر ہے کہ وہ اپنے ہوٹل میں نہیں تھا۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو طلع کیا گیا مگر اُس تک پیغام پہنچا دیا جائے۔ ہم میں سے ہر ایک رو جر کی تلاش میں نکل پڑا ہو گا۔ میں بھی اسی غرض سے اپنے کمرے سے نکلی تھی وہ مجھے اپنے ہی ہوٹل کے ڈامنگ کاں میں مل گیا۔ میں نے اُسے نشان دکھایا اور وہ فوراً اٹھ گیا۔“

”ارے تو یہ پیغام زبانی بھی دیا جا سکتا تھا کہ وہ اُس سے ملا چاہتا تھا۔“

”نہیں۔۔۔ جب ہمارا کوئی آدمی کسی ابھی کے ساتھ ہوتا ہے تو ہم کسی نہ کسی طرح اُسے وہ نشان دکھا کر اشاروں سے پیغام پہنچا دیتے ہیں۔“

”لیکن دوسرا جبکی اس نشان پر نظر پڑتے تھے تو الجھن میں ضرور بیٹلا ہو جاتا ہو گا کہ ود کیا بلائی۔ ہمارے خیال سے تو یہ طریقہ ناقص ہے۔“

”اب میں کیا بتاؤں۔ میں تمہیں بالکل بدھو بھتی تھی اسی لئے تمہاری نظر اس نشان پر پڑی تھی ورنہ تمہارے فرشتوں کو بھی علم نہ ہوتا کہ میں نے اُسے وہ نشان کب وکھایا۔“

”سرخ نشان پر تمہارا کیا حشر ہوا تھا؟“

”حاضری تو بہر حال دینی پڑتی ہے۔ لیکن معاملات کی نوعیت کا علم کسی حد تک پہلے ہی سے ہو جاتا ہے۔ سرخ نشان ملتے ہیں، ہم سوچتے ہیں کہ ہمیں خطرے سے دوچار ہونے کے لئے تیار رہنا چاہئے گیونکہ اس کا مطلب عتاب بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں کسی خطرناک جسم میں جھوک دے گا۔“

”تو کل تم یہ نشان ملنے کے بعد اس کے پاس گئی تھیں؟“

”ہاں! میں اس کے پاس گئی تھی۔ لیکن وہ خلافِ الواقع بڑی قدر سے پیش آیا اور اس فتنا بنا کر سرخ نشان غلطی سے میرے پاس پہنچا دیا گیا تھا۔ حقیقتاً معمولی نشان پہنچنا چاہئے تھا جس کا مطلب حاضری کے خلاف اور کچھ نہیں ہوتا۔ میں نے صوچ انگکن ہے رو جرنے عتاب والا سرخ نشان بھجوادیا کیونکہ ان دلوں وہ مجھ سے بہت زیادہ خفا ہو گیا ہے۔ بہر حال ہمارے سر غنہ نے بھی کہا تھا۔ میں اب بڑی الجھن میں ہوں کہ یہ صرف رو جر کا بھی معاملہ تھا۔ آخر سر غنہ کو بھی اس سے کیوں دلچسپی ہو گئی ہے۔“

”ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے دیدار سے اپنے دل کو سرومد اور آنکھوں کو نور بخشنا چاہتا ہو۔ کیونکہ ہمیں دیکھنے کے لئے بہت دور دورست لوگ آتے ہیں۔“

”اچھا ب تم اپنی بکواس بند کرو۔ میں اپنے فتحیر کا بار بکا کر چکی ہوں۔ یعنی تمہیں پہلے ہی خطرات سے آگاہ کر دیا تھا۔ تم نے وہیاں نہیں دیا، یہ تمہارا فعل ہے۔“

”اچھا ب عاموش رہو۔ ہم بھی کچھ دری عاموش رہ کر سوچنا چاہتے ہیں۔“

ہلینا کچھ نہ بولی۔ البتہ اس کا چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ دل ہی دل میں کسی بات پر بچھتا رہی ہو۔

سورج غروب ہو چکا تھا اور اب آہستہ آہستہ افق کے رنگیں ہر بیوں پر تاریکی کا غبار مسلط ہو چکا تھا۔ جیسی ایک دیران راستے پر جا رہی تھی۔ یہ سڑک پختہ ہی بیٹھی تھی لیکن اب وہ شہر سے باہر آ رہے تھے۔

دھناؤ ایک جگہ ہلینا نے ڈرائیور سے رکنے کو کہا۔ عمران کو باسیں جانب ایک بڑی عمارت نظر آئی اور یہاں اس جگہ صرف یہی ایک عمارت تھی۔ لیکن عمارت دیران نہیں معلوم ہوتی تھی کیونکہ اس کی متعدد کھڑکیاں روشن نظر آ رہی تھیں۔ آرکسٹرا کی موسيقی باہر سے بھی سنی جاسکتی تھی۔

”یہ نوجوانوں کا کلب ہے۔“ ہلینا نے کہا۔

”شاہزادہم ابھی حال ہی میں جوان ہوئے ہیں۔“ عمران نے خوش ہو کر کہا۔

”چلو باتیں مت بناؤ! اُڑو۔۔۔۔۔ یہ بڑی پر تفریح جگہ ہے۔ تمہاری طبیعت خوش ہو جائے گی۔“

”پہلے ہی سے ہم باش باغ ہوئے جا رہے ہیں۔“ عمران جیسی سے اتر آیا اور پھر اس نے دن بھر کا کرایہ او کیا۔ وہ دونوں عمارت کے برآمدے میں آئے۔ موسيقی کی آواز کافی تیز تھی۔

”آہا۔ جازنگ رہا ہے۔“ عمران نے خوش ہو کر کہا۔ ”کیوں نہ ہم جاز ناپتے ہوئے اندر چلیں۔“

”اب جا زصرف سخنے کے لئے ہے۔ اس پر قص کرنا دھقانیت ہے۔“

”ارے چھوڑو۔۔۔ بھی آؤ۔“ عمران نے اس کی طرف ہاتھ بڑھائے۔

”مجھے نہیں آتا۔“

”میں سکھا دوں گا۔“ عمران نے اسے زبردستی اپنی طرف کھینچ لیا اور دونوں ناپتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔

یا ایک بڑا کمر و تھا اور شامہل ہی کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا تھا۔۔۔ عمران داخل تو ہوا تھا بڑے کھلنڈرے مودیں لیکن پھر یک بیک اُسے چھوڑ کر ایک طرف ہٹ گیا کیونکہ سب سے پہلے اُس کی نظر روجری پر پڑی تھی اور اُس کرے میں سات آدمیوں سے زیادہ نہیں تھے۔ ان میں ایک نقاب پوش تھا۔ روجر کے ہونٹوں پر ایک سفاک سی مسکراہٹ بھیل رہی تھی۔

”تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔“ دفعتاً عمران بلنیا کو گھونسہ دکھا کر حلق کے بل چینا اور بلنیا اس انداز میں نہ پڑی جیسے وہ حق بھیج اُسے دھوکہ دے کر بہاں لائی ہو۔ ”اب تمہاری شہزادگی کا کیا بنے گا۔“ روجر غرایا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ اُس کے چہرے پر خوف کے آثار صاف دیکھے جاسکتے تھے۔ بلنیا نے نہ جانے کیوں اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا تھا۔

”روجر۔۔۔ ایک منٹ۔“ نقاب پوش ہاتھ اٹھا کر بولا اور عمران کی طرف متوجہ ہو گیا۔ یا ایک چھوٹے قد کا آدمی تھا اور اس کے ہاتھ میں سفید و ستانے تھے۔

”تم کون ہو؟“ اس نے عمران سے پوچھا۔

”ہائیں۔۔۔ یہ کون بد تیز ہے جو ہم سے اس طرح ہم کلام ہونے کی کوشش کر رہا ہے جیسے ہم اس کے برابر ہوں۔“ عمران نے بلنیا کو مخاطب کر کے کہا۔

”بیکار۔۔۔ باشیں نہ چھینزو دوست۔۔۔“ نقاب پوش نے سرد لبجھ میں کہا۔ ”میں جانتا ہوں تم کون ہو۔“

”اس کے باوجود وہ بھی بد تیزی سے پیش آرہے ہو۔ ہمارے غصب سے ڈر ہم کرے کو مرغا بنا دیتے ہیں۔“

علی عمران تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتے۔ میں جانتا ہوں کہ تم اکثر پولیس کے لئے بھی کام کرتے رہتے ہو۔ اچھی طرح۔۔۔ لیکن تم نے اس لڑکی کو اپنی طرف کیوں متوجہ کیا تھا؟“

عمران سیریز

سوالیہ نشان

”یہ خود ہی متوجہ ہو جاتی ہیں۔ میں تو لاکیوں سے اُسی طرح دور بھاگتا ہوں جیسے شیر بکری سے۔“
”فھٹا دو آدمی اور ہاں میں داخل ہوئے۔

”کیسار ہا۔۔۔“ روجرنے آن سے پوچھا۔

”تعاقب کیا ہی نہیں گیا۔“ ایک نے رومال سے اپنی پیشانی رکھتے ہوئے کہا۔ ”دور دور تک ناٹا ہے۔
میکسی واپس جا چکی ہے۔“

”تمہیں یقین ہے کہ تعاقب نہیں کیا گیا۔“ نقاپ پوش نے پوچھا۔
”ہم اچھی طرح یقین کر چکے ہیں جناب عالی!“

”پھر اسے کیا سمجھا جائے۔۔۔“ نقاپ پوش نے روجر سے پوچھا۔

”ہو سکتا ہے وہ بات نہ ہو جو آپ نے سوچی تھی بلکہ یہ لاکیوں پر ڈورے ڈالنے کا جتنا ہند اہو۔ لیکن میں
اس آدمی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔“

”کیوں میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟“ عمران خوف زدہ سی آواز میں بولا۔

”تم نے۔۔۔“ وہ دانت پیس کر بولا۔ ”پہلے میں تمہیں جوتے سے پیشوں گا اور پھر قتل کر دوں گا۔“

”نہیں۔۔۔ پہلے قتل کر دو! پھر جوتے سے پینٹاون نہ ہو سکتا ہے تمہارا ہاتھ تمہارے ہی سر پر پڑے۔ اگر
میں واقعی علی عمران ہوں تو اس کے علاوہ اور کچھ نہ ہو گا۔۔۔ آزمائش شرط ہے۔۔۔ آؤ۔“

”جوتا لاؤ۔۔۔“ روجر ایک آدمی کی طرف دیکھ کر دہاڑا۔

وہ آدمی ایک دروازے میں داخل ہو کر غائب ہو گیا۔ پھر فوراً ہی پلٹ بھی آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پھٹ
پرانا جوتا تھا۔۔۔ روجرنے اس کے ہاتھ سے جوتا لے لیا اور عمران پر چلا گنگ لگائی۔

لیکن جوتا خود اس کے منہ پر پڑا اور وہ دوسری طرف الٹ گیا۔ ہلینا کے حلق سے ہلکی سی چیز نکلی۔ یہ خوشی
کے اظہار کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ لیکن یہ بے سانچگی ہی تھی۔ شام کے دیدہ دانستہ وہ ایسا نہ کر سکتی تھی۔

عمران سیریز

سوالیہ نشان

روجر نے ریو اور نکال کر فائر جھونک مارا۔ عمران جانتا تھا کہ یہ لٹکت ایسے ہی رو عمل کی حامل ہوگی۔ اس لئے وہ غافل نہیں تھا۔ لیکن ریو اور سے نکلی ہوئی گولی تو کسی نہ کسی کے مقدار میں لکھی ہی ہوگی۔ روجر کا ایک ساتھی جیج کڑھیر ہو گیا۔ اور روجر بوكھلا ہٹ میں ریو اور پھینک کر کھڑا ہو گیا۔

”یہ کیا کیا تم نے گدھے؟“ نقاب پوش دھماڑا۔

روجر صرف ہونٹ ہلا کر رہ گیا۔ ادھراتی دیر میں عمران کا ریو اور نکل آیا تھا۔

”اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔“

”تم ریو اور۔ زمین پر ڈال دو۔ ورنہ چھٹنی کر دیئے جاؤ گے۔“ نقاب پوش بولا۔

”میں تم سے کہہ رہا ہوں ہاتھ اٹھا دو۔“ عمران نے کہا لیکن اچاک اس کی نظر سامنے والی دیوار سے گئے ہوئے ایک آئینے پر پڑی جس میں ایک آدمی کا عکس دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں نامی گن تھی اور وہ اس کی پشت والی کھڑگی میں تھا۔ یہ کھڑکی فرش سے تقریباً آٹھ فٹ کی بلندی پر ضرور رہی ہو گی۔

یک بیک اس کا ریو اور والا ہاتھ جیچھے گیا۔ ایک شعلہ نکلا اور وہ آدمی نامی گن سمیت نیچے چلا آیا۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا تھا کہ کسی کو کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ عمران نے ان کی حیرت سے فائدہ اٹھایا۔ جب تک وہ دوبارہ سمجھلتے نامی گن اس کے قبضے میں آچکی تھی۔ اس نے آئینے میں دیکھ کر اندازے سے اس آدمی کا نشانہ بنالیا تھا۔

”روجر۔“ نقاب پوش غصیل آواز میں غرایا۔ ”اب کھڑا منہ کیا دیکھ رہا ہے یہ سب تیری ہی وجہ سے ہوا ہے۔ دو بہترین آدمی مفت میں ضائع ہوئے۔“

”جی ہاں۔“ بلینا نہ یا نی اندرا میں چیخی۔ ”یہ اس کی وجہ سے ہوا ہے۔ مجھے کسی دوسرے سے ملتے دیکھ کر پا گل ہو جاتا ہے۔ اس سے پوچھئے کیا میں اس کی یو ہوں۔ یا اس نے مجھے خریدا ہے؟“

روجر نے ریو اور نکال کر فائر جھونک مارا۔ عمران جانتا تھا کہ یہ تکلست ایسے ہی رو عمل کی حامل ہوگی۔ اس لئے وہ غافل نہیں تھا۔ لیکن ریو اور سے نکلی ہوئی گولی تو کسی نہ کسی کے مقدمہ میں لکھی ہی ہوگی۔ روجر کا ایک ساتھی چیخ کر ڈھیر ہو گیا۔ اور روجر بوکھلا ہٹ میں ریو اور پھینک کر کھڑا ہو گیا۔

”یہ کیا کیا تم نے کہ دے؟“ نقاب پوش دعاڑا۔

روجر صرف ہونٹ ہلا کر رہ گیا۔ ادھر اتنی دیر میں عمران کا ریو اور نکل آیا تھا۔

”اپنے ہاتھ اور پرائھاؤ۔“

”تم ریو اور۔ زمین پر ڈال دو۔ ورنہ چھلنی کر دیجے جاؤ گے۔“ نقاب پوش بولا۔

”میں تم سے کھدرا ہوں ہاتھ اٹھا دو۔“ عمران نے کہا لیکن اچانک اُس کی نظر سامنے والی دیوار سے لگے ہوئے ایک آئینے پر پڑی جس میں ایک آدمی کا عکس دکھائی دے رہا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں نامی گن تھی اور وہ اُس کی پشت والی کھڑکی میں تھا۔ یہ کھڑکی فرش سے تقریباً آٹھ فٹ کی بلندی پر ضرور رہی ہو گی۔

اردو الف بیوم

یک بیک اُس کا ریو اور والا ہاتھ پیچھے گیا۔ ایک شعلہ لکھا اور وہ آدمی نامی گن سمیت پیچے چلا آیا۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا تھا کہ کسی کو کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی انہل سکا۔ عمران نے اُن کی حرمت سے فائدہ اٹھایا۔ جب تک وہ دوبارہ سنبھلتے نامی گن اس کے قبضے میں آچکھی تھی۔ اُس نے آئینے میں دیکھ کر اندازے سے اُس آدمی کا نشانہ بنالیا تھا۔

”روجر۔“ نقاب پوش غصیلی آواز میں غرایا۔ ”اب کھرامنہ کیا دیکھ رہا ہے یہ سب تیری ہی وجہ سے ہوا ہے۔ دو بہترین آدمی مفت میں ضائع ہوئے۔“

”جی ہاں۔“ بہلینا ہدیاں انداز میں چیخنی۔ ”یہ اس کی وجہ سے ہوا ہے۔ مجھے کسی دوسرے سے ملتے دیکھ کر پاگل ہو جاتا ہے۔ اس سے پوچھئے کیا میں اس کی بیوی ہوں۔ یا اس نے مجھے خریدا ہے؟“

بھیجا گیا ہے۔۔۔ اس لئے میں نے اُس سے یہ معلوم کر لیا کہ وہ سب سے پہلے کہاں جائے گی۔۔۔ میں نے ایکس ٹوکون پر اطلاع دی۔ اس نے فوراً ہی وہاں چار نیکیاں بھجوادیں جنہیں اُسی کے آدمی ڈرائیور نے ایکس ٹوکون پر اطلاع دی۔ جب ہم دونوں باہر نکلے تو ان چاروں نیکیوں کے علاوہ کوئی پانچوں وہاں تھی ہی نہیں۔۔۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اپنا ہی آدمی مستقل طور پر شروع سے آخر تک ہمارے ساتھ رہا۔۔۔ مگر تمہاری آدمی خبر لاتے ہیں کہ دور دور تک کسی کا پتہ نہیں۔۔۔ کیا تم ایکس ٹویا اس کے آدمی کو اپنا ہی حق سمجھتے ہو کہ وہ تمہاری بچکانہ چالوں کو نہ سمجھ سکے گا۔۔۔ ارے اس آج کی تفریخ کا مقصد اسکے علاوہ اور کیا تھا کہ ایکس ٹوکھا اور آدمی بھی تمہاری نظروں میں آ جائیں اور یہ تم نے جو توں اور انڈوں کی بارش ہی سے سمجھ لیا تھا کہ ایکس ٹوہی تمہاری راہ پر لگ گیا ہے۔“

عمران سیریز

سوالیہ نشان

”یہ سب کچھ اس عورت کی بدولت ہوا ہے۔“ روج رو جو بڑا۔ ”میرا دعویٰ ہے کہ اس نے اسے سب کچھ بتا دیا تھا۔“

”تم کہیں ہو۔۔۔ جھوٹے ہو۔۔۔ خاموش رہو۔۔۔ بلینا چیخنی۔۔۔ لیکن پھر اس کی یہ جنگ بہت طویل ہو گئی کیونکہ رو جو نے عمران کو غافل دیکھ کر بلینا پر فائز کر دیا تھا وہ بے دم ہو کر گر پڑی۔۔۔ اس کا دوسرا شکار غالباً عمران ہی تھا لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران کے ہاتھ میں دبی ہوئی نامی گن چیختے گئی۔۔۔ چار آدمی بیک وقت گرے اُن میں رو جو بھی تھا۔

اس افراتفری میں کئی ریوالوں اور نکل آئے۔۔۔ اس بار نقاب پوش نے بھی عمران پر فائز کیا تھا لیکن وہ بال پال بچا۔۔۔ ویسے نامی گن کی گولیاں بھی اس پر پڑ دیکھیں وہ دروازے کی طرف بھاگا تھا۔ عمران کی نامی گن بچے کچے آدمیوں کو بھی چاٹ گئی۔۔۔ پھوپھیں ہی ایسی تھی۔۔۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو تقریباً چار ریوالوں کی گولیاں اس پر ایک ساتھ پڑتیں۔

وہ لاشیں۔۔۔ اور گہرا ناما۔۔۔

دھلنا عمران چوک پڑا۔۔۔ نقاب پوش وہاں نہیں تھا۔۔۔ وہ اُسی دروازے کی طرف تجھپا چدھراں نے اُسے جاتے دیکھا تھا۔ اُسے توقع تھی کہ بیک زیر اور نعمانی نے اسے سنبھال لیا ہو گا۔

اچاک اُس نے پے در پے کئی فائزوں کی آوازیں سیئیں اور آواز کی سمت دوڑتا چلا گیا۔ اور پھر وہ اُس کرے میں آپنچا جہاں دروازے کی آڑ سے نقاب پوش کسی پر گولیاں بر سارہا تھا۔ اُس کی پشت عمران کی طرف تھی۔

”ریوالوں میں پڑاں دو۔“ عمران نے آہستہ سے کہا۔

لیکن اُس نے پلت کر عمران پر بھی فائز جھوک دیا۔۔۔ گولی اُس کے باعث میں شانے پر سے نکل گئی۔ عمران س تھوڑا اساتر چھا ہو گیا تھا۔

پھر دوسرے ہی لمحہ میں عمران کے ہاتھ سے نکل کر اُس کے چہرے پر پڑی اور وہ کراہ کر دیوار سے نکل گیا۔ بس اتنا ہی موقعہ بہت تھا۔ عمران نے اُس پر چھلانگ لگائی اور وہ دونوں ہی فرش پر چلے آئے۔ ریو اور اُس کے ہاتھوں سے پہلے ہی نکل چکا تھا۔

”اے کون ہے!“ عمران چیخا۔ ”اب فائزہ کرنا۔ یہ میری گرفت میں ہے۔“

دوسرے ہی لمحے میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز آئی اور سارجنٹ نعمانی کمرے میں داخل ہوا۔ اتنی دری میں عمران کے گھونے نقاب پوش کو پست کر چکے تھے۔

”ایکس ٹو۔“ نعمانی ہاپتا ہوا بولا۔ ”وہ یہاں تھا۔ میں نے اُسے دیکھا ہے۔ وہ فائزہ فائزہ کے لباس میں تھا اور اُس کے چہرے پر گیس ماسک چڑھا ہوا تھا۔“

”اوہ نہ۔ میں اُس کا کنوار اب اپ ہوں۔ میں کسی سے کم ہوں۔“ عمران نے بُر اسامنہ بنایا۔

دوسری صبح اخبارات اس سننی خیز خبر کی وجہ سے دھڑکن اور فروخت ہو رہے تھے کہ نازی جرمنی کا ایک شاطر جاسوس ہیلینگ ایسے موقع پر گرفتار کر لیا گیا ہے جب کہ یہاں چند دوست ممالک کی ایک خفیہ کانفرنس ہونے والی تھی۔ یہ وہی ہیلینگ تھا جو جرمنی کی نیکست کے بعد جاپان کے لئے کام کرتے تھا۔ اور جس کی وجہ سے مشرق بعید میں کے بھتیرے ممالک کو بڑے خسارے کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

ہیلینگ کی بہت لمبی ہٹری تھی اور وہ ایک بہت ہی خطرناک آدمی سمجھا جاتا تھا۔ دنیا کی متعدد حکومتوں کو اس کی تلاش تھی۔ اور اس کی پہچان صرف یہ تھی کہ اُس کے دامنے ہاتھ میں چھانگیاں تھیں۔ لیکن یہ کسی کو نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کیسے پکڑا گیا تھا اور پکڑنے والا کون تھا۔

اب عمران صدر کو پاگل خانے سے نکلوانے کی فکر میں پڑ گیا تھا۔ اس میں دو دن لگ گئے اور جب اسے حقیقت معلوم ہوئی تو اس نے عمران ہی کے انداز میں سر پیٹنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف سارجنٹ نعمانی اپنے ساتھیوں میں سے ایک ایک کو بتاتا پھر رہا تھا کہ ایکس ٹوبڈاٹ خود بھی وہاں موجود تھا لیکن اس نے دور ہی سے تماشا دیکھا تھا۔ پھر بھی وہ کتنا باخبر آدمی ہے۔ اب اگر ہم میں سے کوئی کسی مصیبت میں پڑ ہی جاتا تو کیا اس وقت بھی اس کی حیثیت کسی تماشائی کی سی ہوتی۔ لیکن عمران نے حقیقت صرف روشنی کو بتائی۔

”وہ بلیک زیر و تھا۔“ اس نے کہا۔ ”آف۔۔۔ فوہ! وہ لڑکی مجھے پھر یاد آگئی۔ روشنی۔۔۔ میں اس کے لئے بہت مغموم ہوں وہ بے ضمیر نہیں تھی۔ بہت اچھی لڑکی تھی۔۔۔ اس کی وجہ سے مجھے بڑی مدد ملی۔ ورنہ ایکس نو کی منی پلید ہو گئی ہوتی۔۔۔ اس بیچاری نے اسکیم سے مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا۔ اسی بناء پر میں اپنے انتظامات کرنے کے قابل ہو سکا تھا۔۔۔ اس نے مجھے اس مقام کا نام بتا دیا تھا۔ جہاں میں سب سے پہلے جاتا تھا۔ لبذا میں نے بلیک زیر و کو اس سے آگاہ کر کے ہدایت کر دی تھی کہ وہ نیکسی میں چھپنے کی کوشش کرے۔ ظاہر ہے کہ ڈکے کے علاوہ اور کہاں چھپتا۔ مگر تصور تو کرو کہ دن بھر ڈکے میں بند پڑے رہنا کتنا مشکل کام ہے وہ گھٹ کر رہ جائے اسی لئے وہ اپنے ساتھ فائر فائنسروں کا سالیاں لے گیا تھا۔ جس میں گیس ماسک بھی موجود تھا اور آسیجن کی تھیلیاں بھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو شاندیکے میں چھپنے بعد اس کا دم گھٹ جاتا۔ نعمانی ڈرائیور کر رہا تھا۔ ہم پروگرام کے مطابق سب سے پہلے ایک قدیم مقبرہ دیکھنے گئے رہا۔ نعمانی نے نیکسی چھاڑیوں میں کھڑی کی تھی۔ اس لئے بلیک زیر و کو ڈکے میں چھپنے کا موقع مل گیا اور کوئی اسے دیکھ بھی نہ سکا۔۔۔“

”مگر وہ لڑکی کیسے آنکھ رئی تھی۔“ روشنی نے پوچھا۔

عمران نے بندروں والا واقعہ دہرایا اور روشنی نے اسامنہ بنائے کر بولی۔ ”اسی طرح تم نے میری زندگی بھی بر باد کی تھی۔“

”ہام۔۔۔ یہ بات آج تک میری سمجھ میں نہیں آئی کہ عورتیں احقوں میں اتنی دلچسپی کیوں لیتی ہیں! دیے میں نے یہ بھی سنائے کہ اگر شوہر احمد نکل جائے تو وہ یہ سمجھتی ہیں۔۔۔ کہ ان کو وہ۔۔۔ تقدیر پھوٹ گئی۔ واللہ اعلم بالشواب۔“

”تمہیں صرف اپنے کام سے کام رہتا ہے۔ اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ کس پر کیا گذری۔ کاش تم میں تھوڑی ای انسانیت بھی ہوتی۔“

اُسی شام کو رحمان صاحب کا فون آیا۔ انہوں نے اُسے گھر بیا تھا۔ ظاہر ہے انہیں یقینی طور پر علم ہوا ہو گا کہ ٹیلینگ کیسے پکڑا گیا تھا۔

عمران گھر تو حانا ہی چاہتا تھا۔ یہی بہانہ کہی۔ رحمان صاحب حب معمول کڑے تیوروں سے پیش آئے۔

”میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم سیکرٹ سروس والوں کے معاملات میں پیش پیش نہ رہا کرو۔“ انہوں نے کہا۔

”پھر چبا کر پیٹ بھر سکتا تو نہ جانے کب کا جنگل کی راہ لے چکا ہوتا۔“

”کیا بس یہی ایک ذریعہ معاش رہ گیا ہے۔“

”جی ہاں اور بھی ہیں۔“ عمران آہستہ سے بولا۔ ”مگر میں ایکس نو کے چکر میں بہت برقی طرح پھنس گیا ہوں۔ آپ خود سوچنے اُسے آج تک کسی نے دیکھا نہیں۔ مگر وہ ہر وقت مجھے ایکس کا پہاڑہ یاد کر سکتا ہے۔“

”تم ڈرتے ہو اُس سے؟“

”بیقیناً ڈرتا ہوں جناب! جب اس کا دل چاہتا ہے اپنے ساتھیوں کو بیچ سرک پر مر غایباً دیتا ہے۔“
”دفع ہو جاؤ۔“ رحمان صاحب ہاتھ ہلا کر بولے۔ ”مگر تھہرو۔ تم نے دس گیارہ آدمیوں کو کس قانون کے
تحت مارڈا۔“

”ارے یہ آپ کیا فرمائے ہیں۔۔۔ مم۔۔۔ میں نے دس گیارہ آدمیوں کو مارڈا۔۔۔ کسی نے غپڑا زانی
ہو گی جناب! مارپیٹ سے میں ہمیشہ دور بھاگتا ہوں۔۔۔ اگر تقریروں سے کام نہ چلا تو پھر سیدھے گھر
چلے آئے۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ مارا اور اُسی ایکس ٹونے ہو گا۔۔۔ او ہو۔۔۔ جملے کی ترتیب غلط ہو گئی پہلے
فائل۔۔۔ پھر مقبول۔۔۔ جی ہاں یوں سمجھئے کہ اُسی ایکس ٹونے۔۔۔“

”بکواس بند کرو۔ میں اس سلسلے میں تمہیں عدالت میں طلب کروں گا۔“

”ڈیڈی۔۔۔!“ عمران بھراں ہوئی آواز میں بولا۔ ”میں بہت جدا اس شہر سے کہیں اور چلا جاؤں
گا۔۔۔ بہت دور۔۔۔ اور مجھے وہ تمور۔۔۔ کیا کہتے ہیں اُسے تھوڑا۔۔۔ بہر حال۔۔۔ او جی ہاں۔۔۔ میں
کسی کے تصور میں بھی نہ آسکوں گا ڈیڈی۔۔۔ بس چلتا جاؤں گا۔۔۔ چلتا جاؤں گا۔۔۔ میرے پیروں کے
نیچے ریگستان۔۔۔ نہیں قازقستان۔۔۔“

”میں کہتا ہوں! اب آ جاؤ۔۔۔ جب خدا تمہیں عقل سليم دے تب۔“

”عقل سليم مشکل ہے ڈیڈی۔۔۔ کیونکہ سليم اکبر کا بیٹا تھا اور اکبر کا استاد تھا بہرام خان۔۔۔“

”بیرم خان۔۔۔“ رحمان صاحب جھلا کر بولے۔

”چلنے یوں ہی کہی۔۔۔ مگر اکبر اور چندر گپت موریہ کو فنون پر گردی اُسی نے سکھائے تھے۔۔۔ یہ چندر گپت
موریہ بھی عجیب نام ہے ڈیڈی۔۔۔ پتھریں کیوں یہ نام سن کر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی کسی کو چپت مار کر
بھاگ گیا ہو۔“

”عمران۔۔۔!“

”مجی۔۔۔“

”لکلو یہاں سے۔۔۔ ورنہ!“

”نهیں تو کر کونہ بلا یئے۔ میں خود ہی یہ خدمت بھی انجام دے لوں گا۔“

اماں بی شائند کسی مذہبی تقریب میں شرکت کے لئے کہیں گئی ہوئی تھیں۔ اس لئے عمران نے رحمان صاحب کے کمرے سے نکل کر پچھا نکل کی راہ میں۔ مگر پھر فوراً ہی اُسے رک جانا پڑا کیونکہ وہ دوڑتے ہوئے قدموں کے ساتھ ہی ساتھ پنی چچا زاد بہنوں کی آوازیں بھی سن رہا تھا۔ وہ اُسے پکارتی ہوئی دوڑتی آرہی تھیں۔

”ہام۔۔۔ہاں ہاں۔۔۔جیتی رہو۔۔۔جیتی رہو۔۔۔“ عمران نے سر ہلاکر ان کے سلام کا جواب دیا۔

”واہ بھائی جان چکے چکے چلے جا رہے تھے۔“ ایک نے کہا اور ساتھ ہی عمران کی نئی کی گرد بھی درست کی۔

"اے دیکھو تو۔" دوسرا بولی۔ "جب اسی طرح ڈیل کرنا ہوتا ہے تو بیجا حان بلاتے ہی کیوں ہیں۔"

”ارے تمہی دیکھو۔“ عمر ان بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”تمیز و اقیٰ بھا جان کو اسانے کرنا ہے۔“

"تم لوگ جب ہمدردی سے پیش آتی ہو تو ہمارا دل بھرا آتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ دس پانچ کو قتل کر کے سو بیٹھ رہینڈ چلے جائیں۔ اچھا باب ہم چلے پرسوں پھرا آئیں گے۔۔۔۔۔ اڑے ہاں! پرسوں وہ سیام کا سفید ہاتھی یہاں آنے والا ہے۔ تمہیں دکھانے لے چلیں گے۔۔۔۔۔"

”اے سنئے تو بھائی جان!“

”نهیں۔ بس اب شوکا وقت قریب آ رہا ہے۔“

کیا شو؟

”اچھا تمہیں شاہد معلوم نہیں کہ ہم نے دولت مندی سے اکتا کر بلبل ٹاکیز میں گیٹ کیپری کر لی ہے۔“
”تمہیرے اسے ادا کرو۔“

”ہاں۔۔ جب بھی سائز ہے بارہ آنے والے کلاس میں فلم دیکھنے کا ارادہ ہو تو چلی آتا۔ بٹھادیں
گئے۔۔ غایباً۔۔“

عمران نے دو تین لمبی چھلانگیں لگائیں اور بھائیک سے باہر تھا۔

تمام شد